حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی انمول مسکراہٹیں

مُصنّف

مولانا محمد اویس سرور صاحب

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انمول مسکراہٹیں

مصنّف

مولانا محمد اویس سرور صاحب

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com

102283

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: .... حضور ﷺ کی انمول مسکراہٹیں

مصنف: .... مولانا محمد اویس سرور صاحب

ناشر: .... مکتبہ رحمانیہ

مطبع: .... لعل ستار پرنٹرز لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست عنوانات	صفحہ نمبر
۱	پیشِ لفظ	۱۵
۲	مقدمہ	۱۸
۳	اسلام میں ہنسی ومزاح کی شرعی حدود	۱۸
۴	اسلام دینِ فطرت ہے	۱۸
۵	حیات پیغمبر ﷺ، بہترین نمونہ	۱۸
۶	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوش طبعی	۲۲
۷	ہنسی ومزاح کے جواز کی شرائط	۲۴
۸	(۱) جھوٹ اور فریب سے اجتناب کیا جائے	۲۴
۹	(۲) مسلمان کی تحقیر یا استہزاء مقصود نہ ہو	۲۵
۱۰	(۳) مسلمان کو ڈرایا نہ جائے	۲۶
۱۱	(۴) نامناسب موقع پر مزاح سے کام لینا	۲۶
۱۲	(۵) توازن اور اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے	۲۷
۱۳	نبی پاک ﷺ کا اندازِ تبسم	۲۹

Marfat.com

۱۴	باب اوّل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں	۳۳
۱۵	﴿آزاد کو فروخت کرنے کا واقعہ﴾	۳۵
۱۶	﴿اونٹنی کا قصہ﴾	۳۶
۱۷	﴿بچے کے بارے میں قرعہ اندازی﴾	۳۷
۱۸	﴿سوار ہونے کا مسنون عمل﴾	۳۷
۱۹	﴿سواری کی دعا﴾	۳۸
۲۰	﴿حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا جن﴾	۳۹
۲۱	﴿سورۂ فاتحہ کا دم﴾	۴۳
۲۲	﴿حضور ﷺ کی برکت سے قرضہ کی ادائیگی﴾	۴۴
۲۳	﴿حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا درد﴾	۴۵
۲۴	﴿سب سے زیادہ محبوب﴾	۴۸
۲۵	﴿حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کا خون پیتے ہیں﴾	۴۷
۲۶	﴿تم نے امارت کو کیسا پایا؟﴾	۴۷
۲۷	﴿ابو بکر رضی اللہ عنہ مومن اور جنتی ہیں﴾	۴۷
۲۸	﴿"خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے"﴾	۴۸
۲۹	﴿حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار﴾	۴۹
۳۰	﴿"ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں صرف پاکیزہ کھانا ہی جا سکتا ہے"﴾	۵۰
۳۱	﴿منافق کا جنازہ﴾	۵۱

Marfat.com

۳۲	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھوک	۵۲
۳۳	بحرین کا جزیہ	۵۴
۳۴	مدینہ میں پیدا ہونے والا پہلا لڑکا	۵۵
۳۵	عرش والے سے کمی کا خیال مت رکھو	۵۶
۳۶	سفید اور کالی دھاری	۵۷
۳۷	منافق کی تین علامات	۵۸
۳۸	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا تیمم	۶۱
۳۹	''اس محرم کو دیکھو''	۶۱
۴۰	صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں حضور ﷺ کی مسکراہٹ	۶۲
۴۱	رضاعت کا مسئلہ	۶۳
۴۲	تین چیزیں تین چیزوں کا سبب ہیں!	۶۳
۴۳	نبی پاک ﷺ کا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر مسکرانا	۶۴
۴۴	بندوں پر اللہ کا حق	۶۵
۴۵	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فراست	۶۶
۴۶	تبوک میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری اور توبہ	۶۷
۴۷	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۷۴
۴۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں پر حضور ﷺ کا مسکرانا	۷۸
۴۹	حضور ﷺ کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو نصیحت	۸۳
۵۰	حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا معاملہ	۸۴
۵۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک سوال	۸۷
۵۲	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا	۸۸
۵۳	ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے	۸۸

Marfat.com

۵۴	﴿حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ﴾	۸۹
۵۵	﴿حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی امامت﴾	۸۹
۵۶	باب دوم **غزوات میں نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں**	۹۱
۵۷	﴿میرے ماں باپ تم پر قربان!﴾	۹۳
۵۸	﴿حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بیعت﴾	۹۳
۵۹	﴿ہم کل کوچ کر جائیں گے!﴾	۹۵
۶۰	﴿رسول اللہ ﷺ کی برکت﴾	۹۵
۶۱	﴿حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے پہرے دار﴾	۹۶
۶۲	﴿میکائیل علیہ السلام اور حضور ﷺ﴾	۹۷
۶۳	﴿مشرق کے کچھ لوگوں کا تذکرہ﴾	۹۷
۶۴	﴿"یہ سب کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگا"﴾	۹۸
۶۵	﴿حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری﴾	۹۹
۶۶	﴿غزوۂ خندق میں حضور ﷺ کی مسکراہٹ﴾	۱۰۴
۶۷	﴿حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا﴾	۱۰۵
۶۸	﴿چربی کا مشکیزہ﴾	۱۰۷
۶۹	﴿غزوۂ بدر میں فتح کی بشارت﴾	۱۰۷
۷۰	﴿حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر﴾	۱۰۸
۷۱	باب سوم **صحابیات، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بچوں کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں**	۱۱۱

Marfat.com

۷۲	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ کا مقابلہ	۱۱۳
۷۳	شیشے کے آبگینے	۱۱۳
۷۴	دنیا کی بوڑھی، جنت کی جوان	۱۱۴
۷۵	''میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں''	۱۱۴
۷۶	یہ مجھ سے خرچہ مانگتی ہیں	۱۱۶
۷۷	دو پروں والا گھوڑا	۱۱۶
۷۸	تمہیں دیکھ کر شیطان بھی اپنا راستہ بدل لیتا ہے	۱۱۷
۷۹	حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ	۱۱۸
۸۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ	۱۱۹
۸۱	وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے!	۱۱۹
۸۲	واقعہ افک	۱۲۰
۸۳	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہادری	۱۲۴
۸۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی بے تکلفی	۱۲۴
۸۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے تکلفی	۱۲۵
۸۶	''انجشہ! ان آبگینوں سے نرمی برتو''	۱۲۵
۸۷	برا آدمی	۱۲۶
۸۸	ایک ماں کی اپنے بیٹے سے عجیب محبت	۱۲۶
۸۹	''تم دونوں اس کے بدلہ ایک روزہ رکھو''	۱۲۷
۹۰	سمندری جہاد کا ذکر	۱۲۷
۹۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نیند میں مسکرانا	۱۲۸
۹۲	اسم اعظم	۱۲۹

Marfat.com

۹۳	سمندری جہاد کا تذکرہ	۱۳۰
۹۴	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا قصہ	۱۳۱
۹۵	لڑائی اور صلح کے شریک	۱۳۱
۹۶	حضرت ہند رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام	۱۳۲
۹۷	حضور ﷺ کی بددعا کی حقیقت	۱۳۴
۹۸	رمضان میں عمرے کی فضیلت	۱۳۵
۹۹	تم زیادہ خوبصورت ہو یا تمہاری بیوی؟	۱۳۷
۱۰۰	ابوعمیر! نغیر کو کیا ہوا؟	۱۳۷
۱۰۱	حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا	۱۳۸
۱۰۲	حضور ﷺ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت	۱۳۸
۱۰۳	دو ننھے صحابہ کی بیعت	۱۳۹
۱۰۴	باب چہارم **دیہاتیوں کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں**	۱۴۱
۱۰۵	اونٹ یا اونٹ کا بچہ؟	۱۴۳
۱۰۶	انہیں دیکھے کوئی میری نظر سے	۱۴۳
۱۰۷	شیطان کی قے	۱۴۴
۱۰۸	ابن الذبیحین ﷺ	۱۴۵
۱۰۹	''میں اللہ پر ایمان لائی اور ننگا ہوں کو جھوٹا جانا''	۱۴۵
۱۱۰	''پنڈلی کی سفیدی''	۱۴۷

Marfat.com

۱۱۱	﴿''یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا''﴾	۱۴۷
۱۱۲	﴿ہم تو زراعت والے نہیں!﴾	۱۴۸
۱۱۳	﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم وبردباری﴾	۱۴۹
۱۱۴	﴿بارش کی دعا﴾	۱۴۹
۱۱۵	﴿ایک دیہاتی کا خواب﴾	۱۵۰
۱۱۶	﴿مسجد میں پیشاب کرنے والا دیہاتی﴾	۱۵۱
۱۱۷	﴿اگر وہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہوگا﴾	۱۵۱
۱۱۸	﴿یہ تو اللہ کے لئے ہے، میرے لئے کیا ہے؟﴾	۱۵۳
۱۱۹	﴿بیماری اور تکالیف کو دور کرنے کی دعا﴾	۱۵۴
۱۲۰	﴿قبیلہ بنوفزارہ کی آمد﴾	۱۵۵
۱۲۱	﴿حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا﴾	۱۵۶
۱۲۲	﴿حضرت علقمہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے وفد کی آمد﴾	۱۵۷
۱۲۳	باب پنجم **غیبی امور کا تذکرہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں**	۱۵۹
۱۲۴	﴿جہنم کا پتھر﴾	۱۶۱
۱۲۵	﴿اللہ تعالیٰ کی معرفت والوں کا اعزاز﴾	۱۶۱
۱۲۶	﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کے بعد مسکرانا﴾	۱۶۲
۱۲۷	﴿سورۃ الکوثر کا نزول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ﴾	۱۶۳
۱۲۸	﴿دو مسلمانوں کی باہم ملاقات اور اس کا اجر﴾	۱۶۴

Marfat.com

۱۲۹	﴿مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہے﴾	۱۶۵
۱۳۰	﴿آخری جنتی کا حال﴾	۱۶۵
۱۳۱	﴿''بہت سے گناہ دکھائی نہیں دے رہے''﴾	۱۶۶
۱۳۲	﴿''میں تمہارے لئے تو جھگڑا کر رہا تھا''﴾	۱۶۶
۱۳۳	﴿دجال﴾	۱۶۷
۱۳۴	﴿ابلیس سر پر مٹی ڈالتا ہے!﴾	۱۷۰
۱۳۵	﴿بیمار مومن کے اعمال کا ثواب﴾	۱۷۱
۱۳۶	﴿دو بکریوں کی لڑائی﴾	۱۷۲
۱۳۷	﴿تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا﴾	۱۷۲
۱۳۸	﴿''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جا!''﴾	۱۷۳
۱۳۹	﴿زمین کے برابر روٹی﴾	۱۷۵
۱۴۰	﴿قیامت کے دن کا منظر﴾	۱۷۵
۱۴۱	﴿ایک عجیب قوم﴾	۱۷۸
۱۴۲	﴿رحمٰن کے عرش کا خزانہ﴾	۱۷۸
۱۴۳	﴿''آپ ربّ العالمین ہو کر مجھ سے مذاق کرتے ہیں!''﴾	۱۷۹
۱۴۴	باب ششم **غیر مسلموں کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹ**	۱۸۳
۱۴۵	﴿یہودی عالم کی حضور ﷺ سے ملاقات﴾	۱۸۵

Marfat.com

۱۴۶	﴿یہودیوں پر اللہ کی لعنت﴾	۱۸۶
۱۴۷	﴿حضرت فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام﴾	۱۸۶
۱۴۸	﴿قیصرِ روم کا سفیر﴾	۱۸۸
۱۴۹	﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مسکراہٹ﴾	۱۸۹
۱۵۰	فهرس المراجع	۱۹۰

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

پیشِ لفظ

زیرنظر کتاب نبی پاک ﷺ کی انمول، لازوال اور ایسی دلکش مسکراہٹوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے جنہیں دیکھ کر غم کے مارے اپنا غم بھول جایا کرتے تھے۔ زکی کیفی مرحوم فرماتے ہیں:

اسی کا نام سن کر نغمگی بھی وجد کرتی ہے
لطافت کا بھرم جس طاہر واطہر سے ملتا ہے
تبسم کی ضیاء سے چاند تارے مسکراتے ہیں
سحر کو نور کا صدقہ رخِ انور سے ملتا ہے(۱)

نعیم صدیقی صاحب کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے:

حقیر، ہیچ، ہنر کے ہزار نقش وطراز
نبی کے ادھ کھلے ہونٹوں کا ایک تبسمِ راز(۲)

قیصر جعفری اپنی ایک نعت میں لکھتے ہیں:

دانت کھل جائیں تو آنکھوں کو گہر لگتے تھے
کلمہ پڑھتے تھے تو آواز کو پر لگتے تھے

آگے فرماتے ہیں:

---

(۱) کیفیات، ص:۵۳

(۲) ماہنامہ سیارہ، سالنامہ ۲۰۰۵ء، اشاعت خاص نمبر ۵۰، ص:۲۸

Marfat.com

سَرْو بھی پاؤں چھوئے وہ قدِ بالا ان کا
مسکرائیں تو اڑے جگ میں اجالا ان کا
جا کے پڑتا تھا ستاروں پہ تبسّم ان کا
نور ہی نور تھا اندازِ تکلم ان کا(۱)

اس کتاب میں ۱۵۰ سے زائد ایسے واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹ کا تذکرہ ملتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی ازواج، اپنے صحابہ اور بچوں کی دل جوئی کی خاطر ان سے ہنسی ومزاح کی باتیں فرماتے اور ان کی پرظرافت باتوں پر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کوئی دیہاتی ہنسی کی بات کرتے تو آپ ان کی باتوں سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔

اس کتاب کو دیکھ کر عام قاری کے ذہن میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ اس موضوع پر اب سے پہلے بھی کتابیں لکھی جا چکی ہیں پھر اس کتاب کی تحریر کی کیا ضرورت پیش آئی؟

اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ اب تک اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں مختلف حیثیات سے کچھ اسقام موجود تھے، مثلاً ان واقعات کا قطعی طور پر استیعاب کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جن میں نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹ یا تبسم کا ذکر ملتا ہو، اس پر مستزاد یہ کہ سیرت نبویہ سے مختلف واقعات کو جمع کر کے انہیں اس موضوع میں داخل کرنے کی کوشش نظر آ رہی تھی۔ نیز واقعات کے حوالے جات بھی اس درجہ کے نہ تھے کہ سیرت پر لکھے کا حق ادا کیا جا سکے۔ بعض حضرات نے تو کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے مختلف قسم کے ضمیموں کو بھی کتاب میں شامل کیا ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے آخری اور انتہائی کوشش ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ استیعاب اور استناد کو حاصل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ نیز اس کتاب میں صرف ان واقعات کو جگہ دی گئی ہے جن کی عربی روایات میں ضحک، تبسم اور مزاح وغیرہ جیسے الفاظ موجود تھے۔

(۱) ماہنامہ سیارہ، سالنامہ ۲۰۰۵ء، اشاعت خاص نمبر ۵۰، ص: ۳۱

Marfat.com

کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں ہنسی ومزاح، خوش طبعی اور لطافت کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان نصوص کا تجزیہ کیا گیا ہے جن میں ہنسی اور خوش طبعی کی ممانعت کا مضمون موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اسے راقم، ناشر اور جملہ معاونین کے لئے خیر وفلاح کا ذریعہ بنائے۔

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے

محمد اویس سرور

Marfat.com

مقدمہ

اسلام میں ہنسی ومزاح کی شرعی حدود

مسکرانا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے، حیوانات اس سے محروم ہیں، اس لئے کہ مسکراہٹ کسی بات کی فہم ومعرفت کا نتیجہ ہوا کرتی ہے اور انسان کسی عجیب بات کو دیکھ کر مسکراتا ہے، جبکہ جانوروں میں اتنی فہم نہیں کہ وہ کسی معاملے کی معرفت اور آگاہی حاصل کر سکیں۔ اسی وجہ سے علمِ منطق کی اصطلاح میں انسان کو ''حیوانِ ضاحک'' یعنی مسکرانے والا حیوان کہا جاتا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، اس لئے اسلام انسان کے فطری تقاضوں کو دبانے یا مسخ کرنے کا حکم نہیں دیتا، چنانچہ اسلام میں ہنسنے، مسکرانے اور خوش طبعی کرنے پر کوئی پابندی نہیں بلکہ اس کے برعکس یہ دینِ متین ایسے امور کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسان کی زندگی کو خوشگوار، خوش طبع اور تبسم آمیز بنائیں۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق سخت مزاج، درشت اور اکھڑی طبیعتیں قابلِ تعریف نہیں۔

حیات پیغمبر ﷺ، بہترین نمونہ

اس معاملہ میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور آئیڈیل شخصیت نبی پاک ﷺ کی ہے۔ آپ ﷺ بہت سے غموں، افکار اور پریشان کن امور کے باوجود اپنے اصحاب سے حق پر مبنی مزاح فرمایا کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ معمول کی زندگی گذارتے اور اس کی خوشی طبعی،

Marfat.com

ہنسی مزاح اور دل لگی میں شریک ہوا کرتے تھے۔ جس طرح آپ ان کے آلام واحزان اور مصائب میں ان کا دکھ درد بانٹتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی پاک ﷺ کی یہ شان بیان کی ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾(۱)

''ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر (اے پیغمبر!) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔ اگر تم سخت مزاج اور سخت دِل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔ لہٰذا ان کو معاف کر دو، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔ پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''

ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ نبی پاک ﷺ کے معمولات کیا تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہی رہتا تھا جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو میں اسے لکھتا تھا۔ جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کا ذکر فرماتے ۔ جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب ہم کھانے کی بات کرتے تو آپ ﷺ بھی کھانے کی بات فرماتے۔(۲)

نبی پاک ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مزاح فرماتے اور دل لگی کی باتیں کرتے۔ کبھی آپ انہیں کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ

---

(۱) آل عمران:۱۵۹

(۲) مجمع الزوائد (۹/۱۷)، السنن الکبری للبیھقی (۷/۵۲)، کنز العمال، رقم: ۳۷۰۵۴، (۱۳/۳۹٤)

Marfat.com

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کو ام زرع کا قصہ سنایا۔(۱)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی تو وہ جیت گئیں، دوسری مرتبہ دوڑ لگائی تو آپ جیت گئے اور فرمایا ''یہ جیت اس شکست کا بدلہ ہے''(۲)

ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ مزاح فرمایا کرتے تھے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں، اس آدمی نے کہا کہ آپ کا مزاح کیسا ہوتا تھا؟ حضرت ابن عباس نے حضور ﷺ کے مزاح کا یہ قصہ سنایا کہ حضور ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو کھلا کپڑا پہننے کو دیا اور فرمایا اسے پہن لو اور اللہ کا شکر ادا کرو اور نئی دلہن کی طرح اس کا دامن گھسیٹ کر چلو۔(۳)

حضرت عمرہ رحمہا اللہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ جب اپنی بیویوں کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو آپ کا کیا معمول ہوتا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارے مردوں کی طرح ان کا معمول ہوتا تھا لیکن یہ بات ضرور ہے کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ شریف، سب سے زیادہ نرم بہت ہنسنے اور مسکرانے والے تھے۔(۴)

ایک بڑھیا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے جنت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا ''اے ام فلاں، جنت میں بڑھیا نہیں جاتی'' وہ بڑھیا روتی پیٹتی واپس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اسے بتلادو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی (یعنی جوان ہو کر جنت میں جائے گی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ○ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (۵)

---

(۱) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب حسن المعاشرة مع الأهل، رقم:۴۷۹۰،
صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب ذكر حديث أم زرع، رقم:۴۴۸۱

(۲) مسند أحمد بن حنبل (۶/۲۶۴)

(۳) حياة الصحابة (۲/۷۱۹)، كنز العمال (۴/۴۳)

(۴) كنز العمال (۴/۴۷)، البداية والنهاية (۶/۴۴)، طبقات ابن سعد (۱/۹۱)

(۵) الواقعة: ۳۵-۳۶

Marfat.com

''یقین جانو، ہم نے ان عورتوں کو نئی اٹھان دی ہے، چنانچہ انہیں کنواریاں بنایا ہے''(۱)

ایک مرتبہ ایک صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''میرے شوہر آپ سے ملنا چاہتے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے شوہر وہی ہیں جن کی آنکھ میں سفیدی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''واللہ! ان کی آنکھ میں تو سفیدی نہیں ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، ان کی آنکھ میں سفیدی ہے'' ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''نہیں خدا کی قسم! ان کی آنکھ میں سفیدی نہیں'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''سفیدی تو ہر ایک کی آنکھ میں ہوتی ہے''(۲)

زبیر بن بکار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ضحاک بن سفیان کلابی ایک پست قد اور انتہائی معمولی شکل وصورت کے حامل تھے۔ جب وہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میری دو بیویاں ہیں جوان ''حمیراء'' (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے زیادہ خوبصورت ہیں (یہ واقعہ نزول حکم حجاب سے پہلے کا ہے) میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح فرمالیجئے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئیں ان کی باتیں سن رہی تھیں، آپ نے ضحاک کلابی سے کہا ''تمہاری بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں یا تم؟'' وہ کہنے لگے ''میں ان سے بہت زیادہ خوبصورت اور سلیقہ مند ہوں'' ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرادیئے۔(۳)

آپ ﷺ بچوں کے ساتھ بھی مزاح اور دل لگی فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی پشت مبارک پر سوار کر رکھا تھا، ایک صحابی آئے اور انہوں نے اس منظر کو دیکھا تو کہا ''کس خوب سواری پر تم سوار ہو!'' یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے

---

(۱) الشمائل للترمذی، ص:۲۴۱

(۲) سبل الهدى والرشاد فی سيرة خير العباد (۱۲/۱۰)، إحياء علوم الدين، رقم:۷ (۳/۸۹)، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى (۲/۱۸۸)

(۳) سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد (۱۱/۳۹۹)، إحياء علوم الدين (۳/۹۱)

Marfat.com

فرمایا ''سوار بھی کیا خوب ہیں'' (۱)

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ایک سواری مانگی۔ نبی ﷺ نے مذاق کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے'' اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اونٹ کسی اور کا بچہ ہوتا ہے؟'' (۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوش طبعی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی پاک ﷺ اور ایک دوسرے سے خوش طبعی اور ہنسی مذاق کی باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت قرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں ہنسی مزاح کیا کرتے تھے؟ حضرت ابن سیرین نے کہا ہاں وہ عام لوگوں جیسے ہی تھے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مزاح میں یہ شعر پڑھا کرتے:

يُحِبُّ الْخَمْرَ مِنْ مَّالِ النَّدَامىٰ وَيَكْرَهُ اَنْ تُفَارِقَهُ الْفُلُوْسُ

''وہ (بخیل اس لئے) اپنے ہم نشینوں کے مال سے شراب پینا چاہتا ہے
اور مال کی جدائی سے اسے بڑی ناگواری ہوتی ہے'' (۳)

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مزاح میں ایک دوسرے پر خربوزے پھینکتے تھے لیکن جب حقیقت اور کام کا وقت ہوتا تو اس وقت وہ مردِ میدان

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب مناقب الحسن والحسین، رقم:۳۷۱۷

(۲) مسند أحمد بن حنبل (۳/۲۶۷) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ماجاء فی المزاح، رقم:۴۹۹۸، سنن الترمذی، کتاب البر والصلة والآداب، باب ماجاء فی المزاح، رقم:۱۹۹۱

(۳) حیاة الصحابة (۲/۷۲۳)

102283

Marfat.com

ہوتے (یعنی اس وقت مزاح نہیں کرتے تھے جب کام نہ ہوتا تو کبھی کبھار کرتے تھے)(۱)

حضرت سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو نبی پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں، مجھے مجلس رسول ﷺ میں حاضری کی کئی مرتبہ توفیق ہوئی، آپ ﷺ زیادہ وقت خاموش رہتے تھے، بعض اوقات آپ کے صحابہ آپ کو اشعار سناتے اور زمانہ جاہلیت کی بعض باتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب وہ ہنستے تو آپ ﷺ بھی تبسم فرمایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں سو سے زائد مرتبہ حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا ہوں، آپ کے صحابہ مسجد میں آپ کو اشعار سنایا کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصوں کو بیان کرتے تو بعض اوقات ان کی باتیں سن کر نبی پاک ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے'' (۲)

حضرت معمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہنسا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ''ہاں وہ ہنستے تو تھے لیکن ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ (۳)

حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ کی ظرافت کے بہت سے واقعات تاریخ وسیر کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے کچھ اس کتاب میں بھی نقل کئے گئے ہیں۔

---

(۱) الأدب المفرد، ص: ٤١

(۲) سنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی إنشاد الشعر، رقم: ۲۷۷۷، مسند أحمد بن حنبل، حديث جابر بن سمرة، رقم: ۲۰۱۰۲، مشكل الآثار للطحاوی، رقم: ۱۳۹۸ (٤ / ١٦٤)، صحيح ابن حبان، رقم: ۵۸۷۵، المعجم الكبير للطبرانی، رقم: ۱۹۱۵ (۲ / ۲۲۷)

(۳) مصنف عبدالرزاق (۱۱ / ٤٥١)

Marfat.com

ہنسی ومزاح کے جواز کی شرائط

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ شریعت اسلامیہ میں ہلکے پھلکے مزاح اور خوش طبعی پر کوئی پابندی نہیں۔ البتہ اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض نصوص وآثار میں ہنسی ومزاح کی مذمت بھی وارد ہوئی ہے۔ ان دونوں باتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہونی چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن نصوص میں ہنسی ومزاح کو قابلِ اجتناب امر قرار دیا گیا ہے وہاں مراد ایسی ہنسی وخوش طبعی ہے جس میں شرعی حدود کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔ ہنسی ومزاح کی جو شرعی حدود محدثین اور علماء نے بیان کی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) جھوٹ اور فریب سے اجتناب کیا جائے

ہنسی ومزاح اور خوش طبعی کے حصول کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ صداقت اور امانت کا دامن تھامے رہنا چاہئے۔ نبی پاک ﷺ مزاح فرماتے تھے لیکن کبھی حق کا دامن نہ چھوڑتے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((ویل للذی یحدث فیکذب، لیضحک القوم، ویل له، ویل له، ویل له))(۱)

''اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کے ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے''

(۱) سنن الترمذی، کتاب الزهد عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب فیمن تکلم بکلمة یضحك بها الناس، رقم:۲۲۳۷، سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم:۴۳۳۸، مسند أحمد، رقم:۱۹۱۷۰، سنن الدارمی، کتاب الاستئذان، باب في الذی یکذب لیضحك به القوم، رقم:۲۵۸٦

Marfat.com

(۲) مسلمان کی تحقیر یا استہزاء مقصود نہ ہو

ہنسی ومزاح اور خوش طبعی کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں کسی مسلمان کی تحقیر، استہزاء یا مذاق اڑانا مقصود نہ ہو۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ﴾(۱)

”اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے“

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”معاشرے میں جن باتوں کی وجہ سے لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، ان آیتوں میں ان باتوں کو نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ کسی دوسرے کا کوئی ایسا برا نام رکھ دیا جائے جو اسے ناگوار ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ایسا کرنا گناہ ہے، اور اس سے خود تم گناہ گار ہوگے اور خود تم پر گنہگار ہونے کا نام لگے گا، اور کسی مسلمان پر یہ نام لگنا کہ وہ گنہگار ہے، ایمان لانے کے بعد بہت بری بات ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کسی دوسرے پر برا نام لگا رہے تھے، اور اس عمل سے خود تم پر برا نام لگ گیا“(۲)

---

(۱) الحجرات: ۱۱

(۲) توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن) ص:۱۵۸۴، جلد:۳، تفسیر سورۃ الحجرات

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

((بحسب امریء من الشر أن یحقر أخاه المسلم))(۱)

''آدمی کی برائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے''

(۳) مسلمان کو ڈرایا نہ جائے

کسی مسلمان کو ڈرا کر یا خوفزدہ کر کے لوگوں کو ہنسانا اور خوش طبعی کرنا جائز نہیں ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

((لا یحل لرجل أن یروع مسلما))(۲)

''یہ بات مطلق طور پر حلال نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرایا جائے''

(۴) نامناسب موقع پر مزاح سے کام لینا

سنجیدگی کی جگہوں پر مزاح کرنا اور رونے کی جگہ پر ہنسنا خوش طبعی کے اسلامی آداب کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہر بات کا اپنا ایک مقام اور موقع محل ہوتا ہے۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی مناسب جگہ پر رکھا جائے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

أهازل حيث الهزل يحسن بالفتى   وإنى إذا جد الرجال لذو جد!

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، رقم: ٤٦٥٠، سنن أبى داؤد، كتاب الأدب، باب فى الغيبة، رقم: ٤٢٣٨، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب فى البغى، رقم: ٤٢٠٣، مسند أحمد، رقم: ٧٤٠٢

(۲) سنن أبى داؤد، كتاب الأدب، باب من يأخذ الشيء على المزاح، رقم: ٤٣٥١، مسند أحمد، رقم: ٢١٩٨٦

Marfat.com

''میں ان مواقع پر مزاح سے کام لیتا ہوں جہاں مزاح کرنا آدمی کے لئے بہتر ہو، لیکن جب لوگ سنجیدگی اختیار کرلیں تو میں بھی سنجیدہ ہو جاتا ہوں''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان مشرکین کی مذمت بیان فرمائی جو قرآن مجید کی آیات سن کر ہنسا کرتے تھے حالانکہ یہ ان کے لئے رونے کا مقام تھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ٥ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ٥ وَأَنْتُمْ سَامِدُوْنَ﴾(۱)

''تو کیا اسی بات پر حیرت کرتے ہو؟ اس (اس کا مذاق بنا کر) ہنستے ہو، اور روتے نہیں ہو، جبکہ تم تکبر کے ساتھ کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو؟''

اسی طرح نکاح، طلاق اور رجوع وغیرہ کے معاملات میں بھی ہنسی مزاح کی گنجائش نہیں ہے۔ نیز دینی امور بھی مزاح کا مقام نہیں ہیں۔

(۵) توازن اور اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے

خوش طبعی اور ہنسی ومزاح کے جواز کی پانچویں شرط یہ ہے کہ اس میں حدِ معقول، توازن اور اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے۔ یہ چیزیں اسی حد تک اچھی ہیں جہاں تک فطرتِ سلیمہ اور عقلِ رشید انہیں جائز اور درست قرار دے۔ اسلام جب عبادات میں بھی غلو اور اسراف سے منع کرتا ہے تو ہنسی ومزاح کے معاملے میں یہ اور بھی زیادہ ضرورت بات ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے کبھی حضور ﷺ کو زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے جبڑے اور کوّا نظر آنے لگیں آپ تو بس مسکرایا کرتے تھے۔(۲)

---

(۱) النجم:۵۹۔۶۱

(۲) صحيح البخاری، كتاب تفسير القرآن، باب قوله فلما رأوه عارضا مستقبل أوديتهم، رقم:٤٤٥٤، صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم والفرح بالمطر، رقم:١٤٩٧، سنن أبی داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، رقم:٤٤٣٠

Marfat.com

نبی پاک ﷺ نے اپنی اس حدیث مبارکہ میں اسی امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

((ولا تكثر الضحك فإن كثرة الضحك تميت القلب))(۱)

''زیادہ ہنسنے سے بچو، کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہوجاتا ہے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((أعط الكلام من المزح، بمقدار ما تعطى الطعام من الملح))

''کلام میں مزاح کی صرف اتنی آمیزش کرو جتنا کہ کھانے میں نمک ہوتا ہے''

حضرت سعید بن عاص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ''مزاح میں اعتدال اختیار کرو کیونکہ زیادہ مزاح وقار کو ختم کردے گا اور بے وقوفوں کو تمہارے قریب کردے گا۔ اور مزاح وخوش طبعی کو چھوڑ دینے سے تمہارے ہم نشین بیزار ہوجائیں گے اور تمہارے دوست وحشت محسوس کریں گے''

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر معاملے میں راہِ اعتدال پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اقوال، آراء، اعمال اور نظریات میں اسلام کے اس روشن اصول کو اپنانے کی ہمت عطا فرمائے۔

اللهم آمين...... والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب

☆☆☆

() سنن الترمذی، کتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب من اتقى المحارم فهو أعبد الناس، رقم:۲۲۲۷، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبكاء، رقم:۴۱۸۳، مسند أحمد، رقم:۷۷۴۸

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کا اندازِ تبسم

حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت میں سب سے افضل اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا اور آپ کا قلبِ مبارک ہر دم اللہ رب العزت کے ساتھ جڑا ہوا رہتا تھا۔ آپ کی گفتگو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح، آپ کا کلام سب سے زیادہ شیریں، آپ کی ادائیگی سب سے زیادہ عمدہ اور آپ کی باتوں کی چاشنی سب سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نہ تو زیادہ ہنستے تھے اور نہ ہی قہقہہ لگاتے تھے۔ آپ ﷺ ہنسی کے وقت آواز اتنی اونچی بھی نہ فرماتے تھے کہ اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔ بلکہ آپ انتہائی وقار کے ساتھ تبسم اور مسکراہٹ کے لمحوں کو گذارتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ زیادہ وقت خاموش رہتے تھے اور بہت کم مسکراتے تھے۔ (۱)

پس ہر مسلمان کو ان دو صفات سے متصف ہونا چاہئے ایک لمبی خاموشی اور دوسری قلیل مسکراہٹ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو کبھی اتنا زیادہ ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں، آپ تو محض مسکرایا کرتے تھے۔ (۲)

پس معلوم ہوا کہ ہنسی میں اعتدال اختیار کرنا اور مسکراہٹ کو عادت بنانا سنت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ

---

(۱) مسند أحمد، رقم: ۲۱۳۵۷، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۱۹۲۰ (۲/۳۲۸)

(۲) صحیح البخاری، رقم: ٤٥٥١، صحیح مسلم، رقم: ۸۹۹

Marfat.com

کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا۔(۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا اس کے بعد سے جب بھی مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا آپ کے چہرہ انور پر مسکراہٹ ہی ہوتی تھی۔(۲)

آپ ﷺ کی مسکراہٹ خوبصورت معانی اور قابلِ قدر مقاصد پر مشتمل تھی، مسکراہٹ آپ کے شمائلِ حسنہ اور صفاتِ طیبہ کا ایک عکس تھی۔ آپ تربیت، دعوت، تالیفِ قلب اور ہمدردی کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی تھا جس کا نام عبداللہ تھا لیکن اس کا لقب "حمار" تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔(۳)

حضرت خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ زیادہ دیر خاموش رہتے تھے اور بلاضرورت بات نہ کرتے تھے، اگر کوئی شخص نامناسب بات کرتا تو آپ چشم پوشی فرماتے تھے۔ آپ کا کلام انتہائی واضح ہوتا تھا اور آپ کوئی بلاضرورت اور نامناسب بات نہ فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کے پاس صرف تبسم فرماتے اور آپ کی توقیر و تعظیم کا لحاظ کیا کرتے تھے۔(۴)

---

(۱) سنن الترمذی، باب فی بشاشة النبی صلی الله علیه وسلم، رقم:۳۶۴۱، مسند أحمد، رقم:۱۸۱۸۵، شعب الإیمان، رقم:۸۰۴۷.

(۲) صحیح البخاری، باب ذکر جریر بن عبد الله البجلی رضی الله عنه، رقم: ۳۶۱۱، صحیح مسلم، باب من فضائل جریر بن عبد الله البجلی رضی الله عنه، رقم:۱۳۴، سنن الترمذی، باب مناقب جریر بن عبد الله البجلی، رقم:۳۸۲۹، مسند أحمد بن حنبل، رقم:۱۹۲۰۲

(۳) صحیح البخاری، باب ما یکره من لعن شارب الخمر وإنه لیس بخارج من الملة ،رقم: ۶۷۸۰

() سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد (۱/۵۲۵)، مراسیل أبی داؤد، باب الأدب، رقم: ۴۷۶ (۲/۸۵)، الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (۱/۱۳۷)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسکراتے تو دیواروں پر روشنی محسوس ہوتی تھی۔(۱)

ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ ''زاد المعاد'' میں فرماتے ہیں:

''نبی پاک ﷺ ان باتوں پر ہنسا کرتے تھے جو ہنسی کے قابل ہوتیں یعنی جو باتیں کسی قسم کا تعجب یا استغراب پیدا کرتیں یا ان میں ہنسی کا داعیہ موجود ہوتا''(۲)

☆☆☆

---

(۱) مصنف عبد الرزاق، رقم: ۲۰۴۹۰ (۱۱/۲۵۹)، الخصائص الکبری (۱/۱۲۶)، سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد (۲/۳۰)

(۲) زاد المعاد، فصل فی هدیه صلی الله علیه وسلم فی کلامه وسکوته وضحکه وبکائه (۱/۱۷۲)

Marfat.com

Marfat.com

بابِ اوّل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں

Marfat.com

Marfat.com

بابِ اوّل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

آزاد کو فروخت کرنے کا واقعہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے بُصریٰ (ملک شام کا ایک شہر) تشریف لے گئے ان کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ رضی اللہ عنہما بدری صحابی تھے حضرت سویبط کھانے کا سامان کے ذمہ دار تھے۔ حضرت نعیمان نے ان سے کہا مجھے کچھ کھانا کھلا دو۔ حضرت سویبط نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گئے ہوئے ہیں جب وہ آ جائیں گے تو کھلا دوں گا۔ حضرت نعیمان کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح بہت زیادہ تھا وہاں قریب میں کچھ لوگ اپنے جانور لے کر آئے ہوئے تھے۔ حضرت نعیمان نے ان سے جا کر کہا میرا ایک خوب چست اور طاقتور عربی غلام ہے تم لوگ اسے خرید لو ان لوگوں نے کہا بہت اچھا حضرت نعیمان نے کہا بس اتنی بات ہے کہ وہ ذرا باتونی ہے اور شاید وہ یہ بھی کہے کہ میں آزاد ہوں اگر تم اس کے اس کہنے کی وجہ سے اسے چھوڑ دو گے تو پھر رہنے دو یہ سودا مت کرو اور میرے غلام کو نہ بگاڑو۔ انہوں نے کہا نہیں ہم تو اسے خریدیں گے اور اسے نہیں چھوڑیں گے چنانچہ ان لوگوں نے دس جوان اونٹنیوں کے بدلے میں انہیں خرید لیا۔ حضرت نعیمان دن اونٹنیاں ہانکتے ہوئے آئے اور ان لوگوں کو بھی ساتھ لائے اور آ کر ان لوگوں سے کہا یہ رہا تمہارا وہ غلام اسے لے لو۔ جب وہ لوگ حضرت سویبط کو پکڑنے لگے تو حضرت سویبط نے کہا حضرت نعیمان غلط کہہ رہے ہیں میں تو آزاد آدمی ہوں ان لوگوں نے کہا انہوں نے تمہاری یہ بات ہمیں پہلے ہی بتا دی تھی چنانچہ وہ لوگ حضرت سویبط کے گلے میں رسی ڈال کر لے گئے۔ اس

Marfat.com

کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہیں اس قصہ کا پتہ چلا تو وہ اور ان کے ساتھی ان خریدنے والوں کے پاس گئے اور ساری بات بتا کر ان کی اونٹنیاں انہیں واپس کیں اور حضرت سویبط کو واپس لے کر آئے پھر مدینہ واپس آ کر ان حضرات نے حضور ﷺ کو یہ سارا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس قصہ کو یاد کر کے سال بھر ہنستے رہے۔(۱)

اونٹنی کا قصہ

حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنی اونٹنی مسجد سے باہر بٹھا کر مسجد کے اندر چلا گیا حضرت نعیمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ جنہیں النعیمان کہا جاتا ہے ان سے حضور ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہمارا گوشت کھانے کو مل جائے تو بہت مزہ آئے گا حضور ﷺ بعد میں اونٹنی کی قیمت اس کے مالک کو دے دیں گے چنانچہ حضرت نعیمان نے اس اونٹنی کو ذبح کر دیا پھر وہ دیہاتی باہر آیا اور اپنی اونٹنی کو دیکھ کر چیخ پڑا کہ اے محمد! ہائے ان لوگوں نے میری اونٹنی کو ذبح کر دیا اس پر حضور ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے اور پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نعیمان نے حضور ﷺ نعیمان کے پیچھے چل پڑے اور اس کا پتہ کرتے کرتے آخر حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچ گئے حضرت نعیمان اس کے اندر ایک گڑھے میں چھپے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے اوپر کھجور کی ٹہنیاں اور پتے وغیرہ ڈال رکھے تھے چنانچہ ایک آدمی نے اونچی آواز سے تو یہ کہا "یا رسول اللہ! میں نے اسے نہیں دیکھا" لیکن انگلی سے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جہاں حضرت نعیمان چھپے ہوئے تھے۔

حضور ﷺ نے وہاں جا کر انہیں باہر نکالا تو پتوں وغیرہ کی وجہ سے ان کا چہرا بدلا ہوا تھا حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جن لوگوں نے اب آپ کو میرا پتہ بتایا ہے انہوں نے مجھے کہا تھا کہ اس اونٹنی کو ذبح کر دو

(۱) سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب المزاح، رقم:۳۷۱۹، مسند أحمد بن حنبل (۶/۳۱۶)

Marfat.com

حضور ﷺ مسکرانے لگے اور ان کا چہرہ صاف کرنے لگے اور پھر حضور ﷺ نے اس دیہاتی کو اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔(۱)

بچے کے بارے میں قرعہ اندازی

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو وہاں ان کے پاس ایک عجیب نوعیت کا مقدمہ آیا۔ تین آدمی ایک بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تینوں کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ نیز اسے یہ کہا کہ دوسرے دونوں آدمیوں کو دیت کا ایک ایک تہائی حصہ ادا کرو۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس فیصلے کی اطلاع ہوئی تو آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔(۲)

سوار ہونے کا مسنون عمل

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کیا، جب آپ اچھی طرح بیٹھ گئے تو تین مرتبہ آپ نے اللہ اکبر کہا تین مرتبہ الحمد للہ کہا، تین مرتبہ سبحان اللہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا۔ پھر آپ سواری پر جھکے پھر آپ مسکرائے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''جب بھی کوئی مسلمان کسی سواری پر سوار ہو اور یہ عمل کرے جو میں نے ابھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو کر یوں ہنستے ہیں جس طرح میں ابھی

---

(۱) أسد الغابة (۵/۳۳۲)، الإصابة فی تمییز الصحابة (۶/۳۶۶.۳۶۷)

(۲) سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب القرعة فی الولد إذا تنازعوا، رقم: ۳۴۳۵، سنن أبی داؤد، کتاب الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا فی الولد، رقم: ۱۹۳۲، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۸۵۳۶، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۴۸۵۳، (۵/۹۷)، أضواء البیان (۴/۱۹۴)

Marfat.com

ہنسا ہوں''(۱)

﴿سواری کی دعا﴾

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار تھا، انہوں نے جب رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو بسم اللہ کہا، جب سواری کی کمر پر بیٹھ گئے تو تین مرتبہ الحمدللہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ٥ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾(۲)

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا، ورنہ ہم میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کو قابو میں لا سکتے۔ اور بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''

پھر یہ دعا پڑھی:

''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ. اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّاۤ أَنْتَ''

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا''

پھر سواری کے ایک پہلو کی طرف جھک کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے۔ میں نے ان سے پوچھا ''اے امیر المؤمنین! آپ کیوں مسکرائے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا ''میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سوار تھا، آپ ﷺ نے بھی یوں ہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے، میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تھی

(۱) مسند أحمد بن حنبل، رقم:۲۸۹۹، تفسير ابن كثير (۴/۱۲۵)

(۲) الزخرف:۱۳۔۱۴

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا تھا کہ بندہ جب یہ دعا پڑھتا ہے:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ"

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا"

تو اس کی یہ دعا سن کر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو معاف کرنے والا اور سزا دینے والا ہے۔(۱)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا جن

ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس سے ایک آدمی گذرا۔ کسی نے پوچھا "اے امیر المؤمنین! کیا آپ اس گذرنے والے کو جانتے ہیں؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "کون ہیں یہ؟"

لوگوں نے بتایا کہ یہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں ان کے پاس آنے والے جن نے حضور ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا اور فرمایا "کیا آپ سواد بن قارب ہیں؟"

انہوں نے کہا "جی ہاں، میں ہی سواد بن قارب ہوں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا تم زمانۂ جاہلیت میں کہانت کا کام کرتے تھے؟"

اس پر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے "امیر المؤمنین! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی کسی نے میرے منہ پر ایسی بات نہیں کہی ہے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے "سبحان اللہ! ہم تو جاہلیت میں شرک پر تھے اور یہ شرک تمہاری

(۱) المستدرک علی الصحیحین (۲/۱۰۸)

Marfat.com

کہانت سے زیادہ برا تھا۔ تمہارے تابع جن نے تمہیں حضور ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی، اس کے بارے میں مجھے بتاؤ''

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے اپنا قصہ سناتے ہوئے فرمایا:

''امیر المؤمنین! ایک مرتبہ میں بیداری اور نیند کی درمیانی کیفیت میں رات کو لیٹا ہوا تھا کہ میرا جن میرے پاس آیا اور مجھے پاؤں مار کر کہا ''اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات غور سے سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو میری اس بات کو سمجھ بھی لے، قریش کی شاخ لؤی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے، جو اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے''

پھر وہ جن یہ اشعار پڑھنے لگا:

عجبت للجن وتطلابها ۔ وشدها العيس بأقتابها
تهوى إلى مكة تبغي الهدى ۔ ما صادق الجن ككذابها
فارحل إلى الصفوة من هاشم ۔ ليس قداماها كأذنابها

''مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کر رہے ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے باندھ کر سفر کر رہے ہیں۔ یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس لئے مکہ مکرمہ جا رہے ہیں، سچا جن اور جھوٹا جن دونوں ایک جیسے نہیں ہو سکتے، لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنو ہاشم میں چیدہ اور عمدہ ہیں اور ہدایت میں پہل کرنے والا دیر کرنے والے کی طرح نہیں ہوگا، بلکہ اس سے افضل ہوگا''

میں نے اس جن سے کہا ''مجھے سونے دو مجھے شام سے بہت نیند آرہی ہے''

اگلی رات وہ جن پھر میرے پاس آگیا اور مجھے پاؤں مار کر کہا ''اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات غور سے سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو میری اس بات کو سمجھ بھی لے، قریش کی شاخ لؤی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے، جو اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے'' پھر وہ جن یہ اشعار پڑھنے لگا:

Marfat.com

عجبت للجن وتحيارها　　وشدها العيس بأكوارها
تهوى إلى مكة تبغي الهدى　　ما مؤمنوا الجنّ ككفّارها
فارحل إلى الصفوة من هاشم　　بين روابيها وأحجارها

''مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حیران و پریشان ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے باندھ کر سفر کر رہے ہیں، یہ سب ہدایت حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جانا چاہتے ہیں، مؤمن اور کافر جنات برابر نہیں ہو سکتے، لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنو ہاشم میں چیدہ اور برگزیدہ ہیں اور مکہ کے ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان رہتے ہیں''

میں نے اس سے کہا ''مجھے سونے دو، مجھے شام سے بہت نیند آ رہی ہے''

تیسری رات وہ پھر میرے پاس آ گیا اور مجھے پاؤں مار کر کہا ''اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات غور سے سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو میری اس بات کو سمجھ بھی لے، قریش کی شاخ لؤی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے، جو اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے''

پھر وہ جن یہ اشعار پڑھنے لگا:

عجبت للجن وتجساسها　　وشدها العيس بأحلاسها
تهوى إلى مكة تبغي الهدى　　ما خير الجن كأنجاسها
فارحل إلى الصفوة من هاشم　　واسم بعينيك إلى رأسها

''مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کر رہے ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے کے نیچے ٹاٹ رکھ کر ہر طرف کا سفر کر رہے ہیں یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لئے مکہ مکرمہ جا رہے ہیں۔ خیر والا جن اور ناپاک جن برابر نہیں ہو سکتے، لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنو ہاشم میں برگذیدہ ہیں اور آنکھیں بلند کر کے مکہ مکرمہ کی چوٹی کی طرف دیکھو''

Marfat.com

چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کہا ''اللہ نے میرے دل کو اچھی طرح جانچ لیا ہے، یعنی جن کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے اور میں اونٹنی پر سوار ہو کر چل دیا پھر میں مدینہ آیا تو وہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے، میں نے قریب جا کر عرض کیا کہ میری درخواست سن لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کہو کیا بات ہے؟'' میں نے یہ اشعار پڑھے:

أتـانـي نـجيـي بـعـد هدء ورقدة ... ولـم يـك فـيـمـا قد بلوت بكاذب
ثـلاث لـيـال قـولـه كـل لـيـلـة ... أتـاك رسـول مـن لـؤی بن غالب
فشمرت عن ذيل الإزار ووسطت ... بى الذعلب الوجناء غبر السباسب
فـأشهـد أن الـلـه لا شـيء غيره ... وأنك مـأمـون عـلـى كلّ غـائب
وأنك أدنـى الـمـرسلين وسيلة ... إلى الله يا ابن الأكرمين الأطايب
فـمرنا بما يأتينك يا خيرمن مشى ... وإن كان فيما جاء شيب الذوائب
وكـن لـي شفيعا يوم لا ذوشفاعة ... سـواك بـمغن عن سواد بن قارب

''ابتدائی رات کے کچھ حصے کے گذر جانے اور میرے کچھ سو لینے کے بعد مجھ سے سرگوشی کرنے والا جن میرے پاس تین رات تک آتا رہا اور جہاں تک میں نے اسے آزمایا وہ جھوٹا نہیں تھا۔ وہ ہر رات مجھ سے یہی کہتا رہا کہ تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو قبیلہ لؤی بن غالب میں سے ہے۔ اس کی یہ بات درست جان کر میں نے لنگی چڑھا لی اور سفر شروع کر دیا۔ تیز رفتار بڑے رخسروں والی اونٹنی مجھے لے کر ہموار اور وسیع غبار آلود میدانوں میں چلتی رہی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ غیب کی ہر بات کے بارے میں قابلِ اعتماد ہیں۔ اے قابلِ احترام اور پاکیزہ لوگوں کے بیٹے! آپ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے تمام رسولوں میں سب سے زیادہ قریبی وسیلہ ہیں اور اے روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر ذات! آپ ہمیں ان تمام اعمال کا حکم دیں جو آپ کے پاس اللہ کی

Marfat.com

طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم ان اعمال کو ضرور کریں گے چاہے ان اعمال کی محنت میں ہمارے بال سفید ہو جائیں اور آپ میرے اس دن سفارشی بن جائیں جس دن آپ کے علاوہ اور کوئی سفارشی سواد بن قارب کے کسی کام نہیں آ سکتا''

میرے اشعار سن کر حضور ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنا خوش ہوئے کہ خوشی ان کے چہروں سے چھلک رہی تھی۔ میرے یہ اشعار سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''اے سواد تم کامیاب ہو گئے''

یہ قصہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سواد سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا ''میری دلی خواہش تھی کہ میں تم سے یہ قصہ سنوں، کیا اب بھی وہ جن تمہارے پاس آتا ہے؟''

حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے، وہ نہیں آیا، اور اس جن کی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے طور پر نعم البدل عطا فرما دیا ہے'' (۱)

سورۂ فاتحہ کا دم

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سفر پر جا رہی تھی کہ ایک عرب قبیلے کے ہاں ان کا پڑاؤ ہوا، انہوں نے اس قبیلے سے کہا کہ ہماری مہمان نوازی کرو لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اتنے میں اس قبیلے کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا، قبیلے والوں نے اس کے زہر کو ناکارہ بنانے کی پوری کوشش کی لیکن اس کی حالت تھی کہ بگڑتی ہی جاتی تھی۔ اور کسی چیز سے اسے افاقہ نہ ہو رہا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ تم اس جماعت کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں ٹھہرے ہیں شاید ان کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمارے سردار کو کسی چیز نے

(۱) المعجم الكبير للطبراني، رقم: ٦٣٥٧ (٦/ ٢٠٦)، المستدرك للحاكم، رقم: ٦٦٣٥ (١٥/ ٢٢٧)، معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني، رقم: ٣١٣٤ (١٠/ ٧٣)، دلائل النبوة للبيهقي، رقم: ٥٤٨ (٢/ ١٢٦)

Marfat.com

ڈس لیا ہے، ہم نے اس کے علاج کے لئے سرتوڑ کوشش بھی کر کے دیکھ لی لیکن کسی چیز سے افاقہ نہیں ہو رہا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟

ایک صحابی بولے ''ہاں! میں ڈسے کا دم جانتا ہوں، لیکن ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تھی اور تم نے انکار کر دیا، اب میں تبھی دم کروں گا جب تم ہمارے ساتھ کوئی تعاون کرو گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ کا معاملہ طے کر لیا اور اس صحابی کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ ان صحابی نے ان کے سردار پر سورۂ فاتحہ کا دم کیا تو وہ کچھ ہی دیر میں بالکل تندرست اور ہشاش بشاش ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

اس کے صلے میں حسبِ وعدہ ان لوگوں نے صحابہ کو بکریوں کا ایک ریوڑ دے دیا۔ جب یہ لوگ ریوڑ لے کر نکلے تو ایک آدمی کہنے لگا کہ اسے آپس میں تقسیم کر لو۔ اس پر دم کرنے والے صحابی نے کہا کہ نبی پاک ﷺ کی اجازت کے بغیر ان بکریوں کو استعمال مت کرنا۔

پس یہ سب حضرات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان صحابی سے پوچھا ''تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ دم ہے؟''

پھر آپ نے کہا کہ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے، اسے آپس میں تقسیم کر لو اور اس میں سے مجھے بھی میرا حصہ دو۔ یہ فرما کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔(۱)

حضور ﷺ کی برکت سے قرضہ کی ادائیگی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو ان پر بہت سا قرضہ تھا۔ اس وقت میرے پاس بہت سی کھجوریں تھیں، چنانچہ میں قرض خواہوں سے

(۱) صحيح البخاري، كتاب الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، رقم: ۲۱۱۵، سنن الترمذي، كتاب الطب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فى أخذ الأجرة على التعويذ، رقم: ۱۹۸۹، سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب فى كسب الأطباء، رقم: ۲۹٦۵، سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب أجر الراقي، رقم: ۲۱٤۷، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۰٦٤۸

Marfat.com

کہا کہ وہ قرضہ کے بدلہ یہ کھجوریں لے لیں، لیکن چونکہ ان کھجوروں کی مالیت قرضہ کی مقدار سے کم تھی اس لئے انہوں نے کھجوریں لینے سے انکار کر دیا۔

اس صورت حال کے پیش نظر میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''تم ان کھجوروں کو ایک ٹوکرے میں ڈال کر مجھے بلاؤ'' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور حضور ﷺ کو بلا لایا۔ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

آپ نے اس ٹوکرے کے پاس بیٹھ کر برکت کی دعا کی اور مجھ سے فرمایا کہ اب ان کھجوروں کو قرض خواہوں میں تقسیم کر دو اور ان کا قرض چکا دو۔

اب میں ایک ایک کر کے ہر قرض خواہ کو اس کے قرضے کے برابر کھجوریں دینے لگا، یہاں تک کہ سب کا قرضہ اتر گیا لیکن اس کے باوجود بھی کھجوریں اس ٹوکرے میں باقی تھیں۔

پھر میں مغرب کی نماز میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا، یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ابو بکر اور عمر کے پاس جاؤ اور انہیں بھی یہ ساری بات بتاؤ۔ میں نے جا کر ان دونوں حضرات کو بتایا تو وہ کہنے لگے ''ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی ہے تو اس میں برکت تو پڑے گی'' (۱)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا درد

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری آنکھ میں تکلیف تھی، میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ کے سامنے کچھ کھجوریں تھیں جو آپ تناول فرما رہے تھے، آپ نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تو میں نے بھی وہ کھجوریں کھانی شروع کر دیں۔ مجھے کھجوریں کھاتا دیکھ کر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری آنکھ

(۱) صحيح البخاری، كتاب الصلح، باب بين الغرماء وأصحاب الميراث، رقم: ۲۵۱۰، سنن النسائی، كتاب الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث، رقم: ۳۵۸۰، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۴۷۴۳

Marfat.com

خراب ہے پھر بھی تم کھجور کھا رہے ہو!!!"

میں نے عرض کیا "جو آنکھ خراب ہے اس کی طرف سے نہیں کھا رہا بلکہ دوسری جانب سے کھا رہا ہوں"

میری یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۱)

﴿سب سے زیادہ محبوب﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن اَبی عَقیل ثقفی فرماتے ہیں کہ میں وفدِ ثقیف میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ہم مدینہ کے راستے میں تھے تو میرے نزدیک اس شخصیت سے زیادہ کوئی ناپسندیدہ شخصیت کوئی نہ تھی جس کے پاس ہم جا رہے تھے اور جب ہم مدینہ پہنچے، اسلام قبول کیا اور حضور اقدس ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی تو وہاں سے رخصت ہوتے وقت میرے نزدیک اس ہستی سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا جن کے پاس سے ہم آ رہے تھے۔

اس ملاقات کے دوران میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! آپ اپنے رب سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت کیوں نہیں مانگ لیتے؟"

میری یہ بات سن کر حضور اقدس ﷺ مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا:

"شاید کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے نبی (حضرت محمد ﷺ) کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا تو اسے ایک دعا عطا فرمائی، کسی نبی نے اس دعا کے ذریعے دنیا مانگی تو اسے دنیا عطا ہوگئی، کسی نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی تو اس کی قوم ہلاک ہوگئی، لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے، میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کروں گا"(۲)

---

(۱) إحياء علوم الدين(۱/۳۷۵)، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد (۱۲/۱۸۲)

(۲) مشكل الآثار للطحاوي ،رقم: ۳۳۴۰ (۸/۴۵۹)، المستدرك للحاكم ،رقم: ۲۲٦ (۱/۱۳۸)، مسند ابن أبي شيبة ،رقم: ٦٤٢ (۲/۷٦۳)

Marfat.com

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کا خون پیتے ہیں

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے پچھنے لگوائے یعنی گردن کے راستے سے جسم کا فاسد خون نکلوایا۔ تو وہ خون مجھے دیا اور فرمایا کہ اسے دفن کردو۔ مجھے اس خون کو لے کر چلا گیا اور جا کر اسے پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ میں نے تو وہ خون پی لیا ہے۔ اس پر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۱)

تم نے امارت کو کیسا پایا؟

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر کا امیر اور ذمہ دار بنا کر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ''تم نے امارت کو کیسا پایا؟''

انہوں نے عرض کیا ''میں باقی لوگوں کی طرح ایک آدمی تھا۔ جب وہ سوار ہوتے تو میں بھی سوار ہوتا، جب وہ پیدل چلتے تو میں بھی پیدل چلتا''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ''امیر ہلاکت کے دروازے پر ہوتا ہے اور صرف اللہ کی توفیق سے اس کی حفاظت ہوسکتی ہے''

اس پر وہ صاحب بولے ''خدا کی قسم! آئندہ میں نہ آپ کی طرف سے امارت کو قبول کروں گا نہ کسی اور کی طرف سے'' یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔(۲)

ابوبکر رضی اللہ عنہ مومن اور جنتی ہیں

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱) سنن البیهقی الکبری (۷/۶۷)، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۶۳۲۰ (۶/۱۹۱)، مجمع الزوائد، رقم: ۱۴۰۱۱ (۸/۴۸۳)

(۲) المعجم الکبیر، رقم: ۳۰۵۲۳، (۴/۴۷)

Marfat.com

سے پوچھا ''آج روزہ کس نے رکھا ہے؟'' سب خاموش رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''یارسول اللہ! میں نے آج روزہ رکھا ہے''

پھر آپ ﷺ نے پوچھا ''آج مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟'' سب خاموش رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آج میں نے مریض کی عیادت کی ہے''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''آج صدقہ کس نے دیا ہے؟'' سب خاموش رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آج میں نے صدقہ دیا ہے''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے یہاں تک کہ ہنسی آپ پر غالب آ گئی۔ پھر آپ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ان صفات کو ایک دن میں مؤمن ہی جمع کر سکتا ہے۔ اور جو شخص بھی ان اعمال کو ایک دن میں انجام دے گا وہ جنت میں جائے گا'' (۱)

''خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے''

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والدہ کے ہمراہ حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے جا رہا تھا۔ ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ نبی پاک ﷺ سے ہماری ملاقات ہو گئی۔

میرے والد نے مجھ سے پوچھا ''تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟''

میں نے کہا ''نہیں، میں تو انہیں نہیں جانتا''

انہوں نے بتایا ''یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں''

میں نے تو یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عام لوگوں سے مختلف کوئی انسان ہوں گے۔ لیکن آپ ﷺ میرے خیال سے بالاتر تھے، آپ کی زلفیں کانوں کی لو تک تھیں اور ان پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ آپ پر دو سبز چادریں تھیں اور مجھے آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی نظر آ رہی ہے۔

(۱) المعجم الکبیر (۸/۲۰٤)

Marfat.com

اس کے بعد ہم کچھ دیر کے بیٹھ گئے اور آپ میں گفت وشنید میں مشغول رہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرے والد سے پوچھا "یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟"

میرے والد نے کہا "خدا کی قسم! یہ میرا حقیقی بیٹا ہے" میرے والد کے قسم کھانے پر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا "تم نے سچ کہا، تمہارے جرم پر اس کو طلب نہیں کیا جائے گا اور اس کے جرم پر تمہیں طلب نہیں کیا جائے گا" پھر آپ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾(۱)

"کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

میرے والد نے نبی پاک ﷺ کے شانوں کے درمیان گوشت کا ایک ٹکڑا (مہر نبوت) پر پڑی تو انہوں نے کہا "یا رسول اللہ! میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا بھی علاج کر دیتا ہوں"

حضور ﷺ نے فرمایا "اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے"(۲)

﴿حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار﴾

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا "کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں؟"

انہوں نے عرض کیا "جی ہاں، یا رسول اللہ! میں نے ان کی شان میں بھی کچھ اشعار کہہ رکھے ہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا "پھر تو وہ اشعار مجھے سناؤ" حضور ﷺ کی اس فرمائش پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

وَالثَّانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ اِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

(۱) بنی اسرائیل:۱۵

(۲) مسند أحمد، رقم: ۶۸۱۹، المعجم الکبیر (۲۲/ ۲۸۲)

Marfat.com

وکان حِبَّ رسولِ اللّٰہِ قد علِموا   مِنَ البَرِیّۃِ لَم یعدِلُ بِہِ رَجُلا

''دشمن نے پہاڑ پر چڑھ کر جس غار کا چکر لگایا تھا اس میں پناہ لینے والے حضور ﷺ کے ساتھ دوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی ان کے برابر نہیں ہوسکتا''

یہ اشعار سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((صدقت یا حسان! هو کما قلت))

''اے حسان! تم نے سچ کہا، وہ ایسے ہیں جیسا کہ تم نے کہا ہے''(۱)

''ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں صرف پاکیزہ کھانا ہی جاسکتا ہے''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو محنت مزدوری کر کے کچھ رقم لا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا کرتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس سے سوال کرتے کہ تم نے یہ مال کیسے کمایا ہے؟ ایک شام وہ مزدوری لے کر آیا، اس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روزے سے تھے۔ آپ اس سے سوال کرنا بھول گئے اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اس غلام نے کہا ''اے ابوبکر! آپ ہر شام مجھ سے میری کمائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، لیکن آج آپ نے مجھ سے سوال نہ کیا''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اچھا اب بتادو کہ تم یہ مال کہاں سے لائے؟''

وہ کہنے لگا ''زمانۂ جاہلیت میں، میں نے کچھ لوگوں کے لئے کہانت کی تھی، اس وقت انہوں نے میری اجرت ادا نہ کی، آج انہوں نے میری اجرت دی ہے اور وہ کہانت پر جھوٹ پر مبنی تھی''

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے حلق میں ڈالا اور جو کچھ کھایا تھا سب قے کے ذریعہ نکال دیا۔

(۱) المنتظم (۴/ ۵۷)

Marfat.com

پھر وہ غلام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپ سے عرض کیا۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

((إن أبا بكر يكره أن يدخل بطنه إلا طيبا))

''ابوبکر اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں پاکیزہ کھانے کے علاوہ کچھ جائے''(۱)

﴿منافق کا جنازہ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مشہور منافق عبداللہ بن اُبی ابن سلول کا انتقال ہوگیا تو نبی پاک ﷺ کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی دعوت دی گئی۔

آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا آپ عبداللہ بن اُبی کا جنازہ پڑھائیں گے، حالانکہ اس نے فلاں فلاں باتیں کی ہیں''

یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا ''عمر مجھے جانے دو''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا کہ یارسول اللہ! آپ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھائیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے اس کا جنازہ پڑھانے اور نہ پڑھانے کے بارے میں اختیار دیا گیا تھا، اور میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس کا جنازہ پڑھاؤں، اگر مجھے علم ہو جائے کہ ستر سے زیادہ مرتبہ میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں تو اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ بھی اس کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا''

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی، ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین سے براءت کی آیات نازل کر دیں اور فرمایا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾(۲)

---

(۱) الورع لابن أبی الدنیا(۱/۸۴)

(۲) التوبة:۸۴

Marfat.com

''اور (اے پیغمبر!) ان (منافقین) میں سے جو کوئی مر جائے، تو تم اس پر نماز (جنازہ) مت پڑھنا، اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ یقین جانوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کا رویہ اپنایا، اور اس حالت میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے آپ پر تعجب ہوتا رہا کہ میں کس طرح حضور ﷺ سے اصرار کرنے کی جرأت کرتا رہا ہوں، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں''(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھوک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ صفہ اہل اسلام کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ ان کے پاس کوئی ٹھکانہ اور روپیہ پیسہ نہ تھا۔ اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین سے لگا لیا کرتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

ایک مرتبہ میں سخت بھوک کی حالت میں نماز پڑھ کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گیا، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر باہر تشریف لائے تو میں نے اونچی آواز میں انہیں سلام کیا کہ شاید کھانے کو پوچھ لیں لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے سلام کا جواب دے کر آگے چل پڑے، اب میں نے ڈور کران سے کہا''ایک آیت کا مطلب پوچھنا ہے؟''

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آیت کا مطلب بتایا اور کچھ نہیں پوچھا۔

پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے اونچی آواز میں انہیں سلام کیا کہ شاید کھانے کو پوچھ لیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے سلام کا جواب دے کر آگے چل پڑے، اب میں نے ڈور کران سے کہا''ایک آیت کا مطلب پوچھنا ہے؟''

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من الصلاۃ علی المنافقین، رقم: ۱۲۷۷، سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب القمیص فی الکفن، رقم: ۱۸۷٤، مسند أحمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، رقم: ٤٤٥١

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت کا مطلب بتایا اور کچھ نہیں پوچھا۔

پھر حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ!''

میں نے کہا ''میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چلو میرے ساتھ چلو''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، گھر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، میں باہر کھڑا ہو گیا پھر میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا ''یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟'' آپ کو بتایا گیا کہ فلاں نے یہ بطورِ ہدیہ کے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ!''

میں نے کہا ''میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اہلِ صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ، کیونکہ وہ اسلام کے مہمان ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی صدقہ کی چیز آتی تو آپ ساری کی ساری اصحابِ صفہ کی طرف بھیج دیتے اور جب کوئی ہدیہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنی ضرورت کا خود رکھ لیتے اور باقی اصحابِ صفہ کی طرف روانہ فرما دیتے۔

اس موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ سب اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ تو یہ بات مجھے ناگوار گذری کہ اب یہ پیالہ تمام اصحاب صفہ میں تقسیم کیا جائے گا، اور چونکہ میں انہیں بلانے جا رہا ہوں اس لئے ان کے درمیان پیالہ گھمانے کی ذمہ داری بھی مجھے ہی سونپی جائے گی اور مجھے آخر میں دودھ ملے گا۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ لہٰذا میں ان کو بلانے کے لئے چلا گیا۔ میں انہیں بلا کر لایا اور وہ سب بیٹھ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''اے ابو ہریرہ! پیالہ پکڑو اور ان سب کو دودھ پلاؤ''

میں نے پیالہ پکڑا اور ایک ایک کو دودھ پلانے لگا، ہر آدمی اس پیالے سے خوب

Marfat.com

سیراب ہو کر دودھ پیتا اور پھر میں وہ پیالہ دوسرے کو دے دیتا۔ جب سب لوگوں نے دودھ پی لیا تو میں نے پیالہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اپنے سامنے رکھا، پھر اپنا سر اٹھایا اور آپ مسکرائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "اے ابو ہریرہ! پیو" میں نے اس سے پیا۔ پھر فرمایا "پیو" میں پیتا رہا۔ پھر فرمایا "پیو" یہاں تک کہ جب میں پی پی کر تھک گیا تو میں نے کہا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس اب مزید پینے کی گنجائش نہیں ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی، بسم اللہ پڑھی اور دودھ نوش فرمایا۔ (۱)

بحرین کا جزیہ

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ کو وصولی کے لئے بحرین کی طرف بھیجا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح فرمائی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو گورنر بنایا تھا۔

جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جزیہ لے کر واپس پہنچے تو انصار نے ان کی آمد کی خبر سن لی اور فجر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ان حضرات کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا "شاید تمہیں ابو عبیدہ کی واپسی کی خبر مل گئی ہے"

انہوں نے عرض کیا "جی ہاں یا رسول اللہ!"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فأبشروا وأملوا ما يسركم فوالله لا الفقر أخشى عليكم

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، رقم: ۲۴۰۱، صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي وأصحابه وتخليهم من الدنيا، رقم: ۵۹۷۱، مسند أحمد، مسند باقي المكثرين، رقم: ۱۰۲۶۳

Marfat.com

ولكن أخشى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها وتهلككم كما أهلكتهم))

''تم خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی۔ البتہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے تمہارے بارے میں فقر اور ناداری کا خوف نہیں ہے، بلکہ مجھے اس بات کا خوف کھائے جا رہا ہے کہ یہ دنیا تمہارے لئے فراخ نہ کر دی جائے، جس طرح تم سے پہلے والوں پر فراخ کر دی گئی تھی، پھر کہیں تم بھی اس میں یونہی رغبت نہ کرنے لگو جس طرح تم سے پہلے لوگ اس میں رغبت کرنے لگے تھے اور پھر تم بھی اس طرح ہلاک نہ ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے تھے''(۱)

مدینہ میں پیدا ہونے والا پہلا لڑکا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہی تھیں تو اس وقت ان کے حمل میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ مدینہ جا کر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھٹی دلوانے کے لئے انہیں لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی گود میں رکھا گیا، آپ ﷺ نے ایک کھجور کو چبا کر انہیں گھٹی دی۔ گویا کہ سب سے پہلی چیز جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں گئی وہ حضور اقدس ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان کا نام ''عبد اللہ''

(۱) صحيح البخاری، كتاب الجزية، باب الجزية والموادعة مع أهل الحرب، رقم: ۲۹۲٤، صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب، رقم: ۵۲٦١، سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، رقم: ۲۳۸٦

Marfat.com

رکھا۔

جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ انہیں بیعت کرانے کے لئے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے۔

مسلمانوں کے ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد سب سے پہلے پیدا ہونے والا لڑکا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہود کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے اب ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوگا، لہٰذا جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔

جب اہلِ شام نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو نعرۂ تکبیر لگایا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

((الذین کبروا علی مولدہ خیر من الذین کبروا علی قتلہ))

''جن لوگوں نے ان کی پیدائش پر نعرۂ تکبیر بلند کیا وہ ان سے بہتر تھے جنھوں نے ان کی شہادت پر نعرۂ تکبیر لگایا ہے''(۱)

عرش والے سے کمی کا خیال مت رکھو

ایک مرتبہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے کچھ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس وقت تو میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں، لیکن تم کچھ دیر انتظار کر لو کچھ آیا تو میں تمہیں دے دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کے دینے کا مکلّف نہیں بنایا جو آپ کے پاس نہیں ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات نبی پاک ﷺ کو ناگوار گذری جس کے اثرات آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھی ظاہر ہوئے۔ پھر اس آدمی نے کہا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ عطا کیجئے اور عرش والے سے کمی کا خیال مت رکھئے''

(۱) مستدرک الحاکم (۳/۶۳۲)

Marfat.com

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

((بهذا أمرت))

''مجھے بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے''(۱)

سفید اور کالی دھاری

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ''مجھے اسلام سکھا دیجئے'' آپ نے مجھے پانچوں نمازوں کا طریقہ سکھایا اور ان کے اوقات کے بارے میں بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا ''جب رمضان آجائے تو تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ جب صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے ممتاز ہو کر تم پر واضح نہ ہو جائے۔ اس کے بعد رات آنے تک روزے پورے کرو''

میں نہ جانتا تھا کہ یہ دھاریاں کیسی ہیں، پس میں نے سفید اور کالے رنگ کے دو دھاگے لئے اور انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ میں نے فجر کے وقت انہیں دیکھا تو وہ دونوں برابر تھے۔ پس میں نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ نے مجھے جتنی باتیں فرمائی تھیں وہ سب میں نے یاد کر لیں، سوائے سفید اور کالی دھاری کے، کہ اس معاملہ کو میں نہ سمجھ سکا''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ابن حاتم! تمہیں کیا بات سمجھ میں نہیں آئی'' یہ فرما کر آپ ﷺ اس طرح مسکرا دیئے کہ گویا آپ اس معاملے کو سمجھ چکے ہیں۔

میں نے کہا ''میں نے سفید اور کالے رنگ کے دو دھاگے اپنے پاس ساری رات رکھے لیکن صبح تک وہ دونوں برابر ہی رہے''

میری یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تم سے ''صبح کی دھاری'' کا لفظ بھی تو کہا تھا، اور میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سفید دھاری سے مراد صبح کی روشنی اور کالی دھاری سے مراد رات کی تاریکی

---

(۱) مسند البزار (۱/ ۳۹۶)

Marfat.com

ہے“(۱)

﴿منافق کی تین علامات﴾

حضرت سعید بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی پاک ﷺ کے کچھ صحابہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! آپ فرماتے ہیں کہ جس میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ منافق خواہ وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور خود کو مومن سمجھتا ہو۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو امانت میں خیانت کرے۔ اگر کسی میں ان تین خصلتوں میں سے کوئی ایک ہے تو اس میں نفاق کا ایک تہائی حصہ موجود ہے۔ ہمیں یہ خیال ہوا کہ ہم ان تمام خصلتوں سے محفوظ نہیں یا یہ کہ بہت سے لوگ ان تمام خصلتوں سے محفوظ نہیں ہیں“

ہماری یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا ”تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ان خصلتوں کا تعلق صرف منافقین کے ساتھ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ان چیزوں کو منافقین کی علامات قرار دیا ہے۔ چنانچہ میں نے نفاق کی یہ جو علامت بیان کی ہے کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اس علامت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾(۱)

---

(۱) تفسير الطبرى(۲/ ۱۷۲)، صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب قول الله تعالى وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط......رقم: ۱۷۸۳، ضحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، رقم: ۱۸۲٤

Marfat.com

''جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں'' اور اللہ جانتا ہے کہ آپ واقعی اس کے رسول ہیں، اور اللہ (یہ بھی) گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم اس آیت کی تفسیر ہو؟'' ہم نے عرض کیا ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم اس صفت سے بری ہو۔ میں نے منافق کی دوسری علامت یہ بیان کی ہے کہ جب وہ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ٥ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا أَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ (۲)

''اور انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے ہمیں نوازے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے، اور یقیناً نیک لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے نوازا تو اس میں بخل کرنے لگے، اور منہ موڑ کر چل دیئے۔ نتیجہ یہ کہ اللہ نے سزا کے طور پر نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے جما دیا ہے جس دن وہ اللہ سے جا کر ملیں گے، کیونکہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کی خلاف ورزی کی، اور کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم ایسے ہو جس طرح آیت میں ذکر کیا گیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا ''نہیں ہم تو ایسے نہیں، بلکہ جب ہم اللہ سے کوئی وعدہ کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم اس سے

(۱) المنافقون: ۱

(۲) التوبۃ: ۷۵-۷۷

Marfat.com

بری ہو۔

میں نے منافق کی تیسری علامت جو بیان کی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ٥ لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥﴾(١)

''ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی، تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کا بوجھ اٹھالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو، نیز مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے گا، اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے''

گویا کہ ہر انسان کے پاس اس کا دین امانت ہے، پس مومن خفیہ اور اعلانیہ ہر حال میں غسلِ جنابت کرے گا لیکن منافق صرف اعلانیہ تو کرے گا لیکن اگر لوگوں کو اس کی جنابت کا علم نہ ہو تو وہ غسلِ جنابت نہیں کرے گا۔ کیا تم ایسے ہو؟

ہم نے عرض کیا ''نہیں ہم ایسے نہیں ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم اس حکم سے بری ہو''(٢)

---

(١) الأحزاب: ٧٢-٧٣

(٢) تفسير القرطبي (٨/٢١٣)، عمدة القاري (١/٢٢٢)

Marfat.com

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا تیمّم

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا ''اے امیر المؤمنین! بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مہینے گذر جاتے ہیں اور ہمیں پانی نہیں ملتا، ایسی صورت میں ہمارے لئے وضو کا کیا حکم ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تو اس وقت تک نماز نہ پڑھوں گا جب تک مجھے پانی نہ مل جائے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بولے اور عرض کیا ''اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ ہم فلاں جگہ اونٹ چرا رہے تھے، اور اس دوران حالتِ جنابت ہمیں طاری ہوئی، پانی نہ تھا لہٰذا میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ پھر جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ساری بات سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا ''تمہارے لئے تھوڑی سی مٹی بھی کافی تھی، تمہیں چاہئے تھا کہ تم اپنے ہاتھ زمین پر مارتے پھر ان پر پھونک مارتے اور پھر اپنے چہرے اور بازوؤں کا مسح کر لیتے''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے عمار! اللہ سے ڈرو''

اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اگر میں چاہتا تو یہ بات بیان نہ کرتا لیکن میں آپ کو حقیقت سے روشناس کرانا چاہتا تھا''(۱)

''اس محرم کو دیکھو''

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت

(۱) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم، رقم:۵۵۳، سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب نوع آخر من التیمم والنفخ في الیدین، رقم:۳۱۴، مسند أحمد، رقم:۱۸۱۲۵

Marfat.com

میں حج کے لئے جا رہے تھے، جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو آپ ﷺ نے پڑاؤ کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم سب مقام عرج میں ٹھہر گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کے پاس اور میں اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئی۔

نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامان سفر کی سواریاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کے پاس تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگے۔ کافی دیر بعد وہ آیا تو اس کے پاس اس کا اونٹ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پوچھا ''اونٹ کہاں ہے؟''

اس نے کہا ''اونٹ تو رات کو گم ہو گیا تھا''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا ''تو نے پورا اونٹ گم کر دیا'' یہ کہہ کر آپ نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ انہیں دیکھ کر نبی پاک ﷺ مسکرانے لگے اور مسکراتے ہوئے فرمایا ''اس محرم کو دیکھو! یہ کیا کر رہا ہے''(۱)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں حضور ﷺ کی مسکراہٹ

حضرت سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نبی پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں، مجھے مجلس رسول ﷺ میں حاضری کی کئی مرتبہ توفیق ہوئی، آپ ﷺ زیادہ وقت خاموش رہتے تھے، بعض اوقات آپ کے صحابہ آپ کو اشعار سناتے اور زمانہ جاہلیت کی بعض باتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب وہ ہنستے تو آپ ﷺ بھی تبسم فرمایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں سو سے زائد مرتبہ حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا ہوں، آپ کے صحابہ مسجد میں آپ کو اشعار سنایا کرتے تھے

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب المناسك، باب المحرم یؤدب غلامه، رقم: ۱۸۱۸، سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب التوقی فی الإحرام، رقم: ۲۹۳۳، مسند أحمد، رقم: ۲۵۶۷۹

Marfat.com

اور زمانہ جاہلیت کے قصوں کو بیان کرتے تو بعض اوقات ان کی باتیں سن کر نبی پاک ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے'' (۱)

رضاعت کا مسئلہ

حضرت عبید اللہ بن ابو ملیکہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے شادی کی ، کچھ عرصہ بعد ایک سیاہ فام باندی آئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے، یعنی وہ ان کی رضاعی ماں ہے اور یہ دونوں میاں بیوی رضاعی بہن بھائی ہیں۔لہٰذا ان کا نکاح ختم کرنا ضروری ہے۔

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں نے اس بارے میں لڑکی کے گھر والوں سے بھی پوچھا لیکن انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور اس کے رضاعی ماں ہونے کا انکار کیا ہے۔ اس پر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا ''لیکن اب چونکہ ایک بات کہی جا چکی ہے اس لئے اب علیحدگی ہی بہتر ہے''

چنانچہ حضرت عقبہ بن حارث نے اس خاتون سے مفارقت اختیار کر کے دوسری عورت سے شادی کر لی۔ (۲)

تین چیزیں تین چیزوں کا سبب ہیں!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو برا

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی إنشاد الشعر، رقم:۲۷۷۷، مسند أحمد بن حنبل، حديث جابر بن سمرة، رقم: ۲۰۱۰۲، مشكل الآثار للطحاوى، رقم:۱۳۹۸(۴/۱۶۴)، صحيح ابن حبان، رقم: ۵۸۷۵، المعجم الكبير للطبرانی، رقم:۱۹۱۵(۲/۲۲۷)

(۲) المعجم الكبير للطبرانی، رقم:۱۴۳۸۳ (۱۲/۲۳۴)

Marfat.com

بھلا کہہ رہا تھا جبکہ اس وقت نبی پاک ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ اس شخص کی باتیں سن کر لطف اندوز ہو رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔ جب اس نے اپنی بات بہت زیادہ بڑھائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سے جواب دیا جس پر نبی پاک ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے آئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ! وہ مجھے آپ کی موجودگی میں برا بھلا کہہ رہا تھا، جب میں نے اسے اس کی بات کا جواب دیا تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر آ گئے، اس کی کیا وجہ ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تک تم خاموش رہے ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دیتا رہا، جب تم نے اس کی بات کا جواب دے دیا تو شیطان آ گیا، اس لئے میں نے وہاں بیٹھنا گوارا نہ کیا اور میں وہاں سے اٹھ آیا''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ابوبکر! تین باتیں ایسی ہیں جو بالکل سچ ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ جب کسی بندے پر ظلم ہوتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو عزت عطا فرماتے ہیں اور اس کی مدد فرماتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص صلہ رحمی کو پورا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کثرت عطا فرماتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص مال بڑھانے کے لئے سوال کرنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کمی اور ناداری میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔(۱)

نبی پاک ﷺ کا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر مسکرانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب مسجد کی طرف تشریف لاتے تو مسجد میں انصار و مہاجرین بھی ہوا کرتے تھے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کو دیکھا کرتے تھے اور نبی پاک ﷺ انہیں دیکھا کرتے تھے، وہ

(۱) مسند أحمد بن حنبل، باقي مسند المكثرين، رقم: ۹۲۵۱، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، رقم: ٤٢٥١

Marfat.com

حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکرایا کرتے تھے اور نبی پاک ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرایا کرتے تھے۔(۱)

بندوں پر اللہ کا حق

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ اپنی ''یعفور'' نامی سواری پر سوار ہوئے۔ پھر مجھے فرمایا ''اے معاذ! تم بھی سوار ہو جاؤ''

میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ چلتے رہیں''

آپ ﷺ نے پھر حکم فرمایا ''اے معاذ! سوار ہو جاؤ''

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں آپ کے ساتھ سوار ہو گیا۔ ابھی ہم تھوڑا ہی چلے تھے کہ سواری گر گئی، آپ ﷺ اٹھے اور اٹھ کر مسکرانے لگے۔ میں بھی اٹھا اور مجھے افسوس تھا کہ میری وجہ سے سواری گر گئی اور نبی پاک ﷺ کو زحمت اٹھانی پڑی۔

ہم پھر سوار ہوئے اور سواری چل پڑی۔ کچھ دیر بعد نبی پاک ﷺ نے سواری کو تیز چلانے کے لئے اس کی پشت پر چھڑی ماری اور پھر مجھ سے فرمایا ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟''

میں نے کہا ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں''

پھر آپ ﷺ کچھ دیر چلے اور پھر اپنی چھڑی کو سواری کی پشت پر مارا، پھر آپ نے فرمایا ''اے معاذ کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے یہ کام کرلیں تو بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟''

میں نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں''

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب فی مناقب أبي بکر وعمر کلیهما، رقم:۳۶۰۱، مسند أحمد، مسند أنس بن مالك، رقم:۱۲۰۵۸.

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا ''جب بندے یہ کام کرلیں تو بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے''(۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فراست

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ﴾(۲)

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا، پھر ہم نے اسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا، پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنا دیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کردیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہوگیا''۔

ابھی یہاں تک پہنچے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے اختیار نکلا:

'' فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ''

''غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے!''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مسکراہٹ کی وجہ

---

(۱) مسند أحمد، مسند الأنصار، حديث معاذ بن جبل، رقم:۲۱۰۵۸، صحيح البخاري، كتاب العلم، رقم:۱۲۵، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم:۴۳، سنن الترمذي، كتاب الإيمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم:۲۵٦۷، سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، رقم:۲۱۹٦، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم:۴۲۸٦

(۲) المؤمنون:۱۲-۱۴

Marfat.com

پوچھی تو حضور ﷺ نے فرمایا ''اس آیت کا اختتام انہی کلمات پر ہو رہا ہے:

﴿فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾(۱)

'' غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے!''(۲)

﴿تبوک میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری اور توبہ﴾

تبوک کی لڑائی میں معذورین کے علاوہ اسی سے زیادہ تو منافق انصار میں سے تھے اور اتنے ہی تقریباً بدوی لوگوں میں سے، ان کے علاہ ایک بڑی جماعت باہر کے لوگوں میں سے ایسی تھی جو شریک نہیں ہوئے اور اتنا ہی نہیں بلکہ ایک بڑی جماعت کو بھی یہ کہہ کر روکتے رہے:

﴿لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾(۳)

''گرمی میں نہ نکلو''

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا﴾(۴)

''جہنم کی آگ کی گرمی بہت سخت ہے''

ان کے علاوہ تین سچے پکے مسلمان بھی ایسے تھے جو بلا کسی عذر قوی کے اس لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے، ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت بلال بن امیہ رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ، یہ تینوں حضرات کسی نفاق یا عذر سے نہیں ٹھہرے بلکہ خوشحالی ہی رہ جانے کا سبب بن گئی۔

حضرت مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ کا باغ خوب پھل رہا تھا ان کو خیال ہوا کہ اگر میں چلا گیا تو

---

(۱) المؤمنون:۱٤

(۲) المعجم الأوسط، رقم:٤٨١٣(١٠/٣٧٠)، مجمع الزوائد(٧/٧٢)، روح المعانی (١٣/١٧٩)، تفسیر ابن کثیر (٣/٢٤٢)

(۳) التوبة:٨١ (٤) التوبة:٨١

Marfat.com

یہ سب ضائع ہو جائے گا ہمیشہ میں لڑائیوں میں شریک ہوتا ہی رہا ہوں اگر اس مرتبہ رہ گیا تو کیا مضائقہ ہے اس لئے ٹھہر گئے، مگر جب یہ خیال آیا کہ چونکہ باغ ہی اس کا سبب ہوا تھا اس لئے سب کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اہل و اعزہ جو کہیں گئے ہوئے تھے اتفاق سے اس موقع پر سب جمع ہو گئے ان کو بھی یہی خیال ہوا کہ ہمیشہ شرکت کرتا ہی رہتا ہے اگر اس موقع پر نہ جاؤں تو کیا حرج ہے اس لئے ٹھہر گئے مگر تنبہ ہونے سے سب سے تعلقات منقطع کر لینے کا ارادہ کیا کہ یہ تعلقات ہی اس لڑائی میں شرکت نہ کر سکنے کا سبب ہوئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قصہ احادیث میں کثرت سے آتا ہے وہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل سے سنایا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا قوی و مالدار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا، اس وقت میرے پاس خود اپنی ذاتی دو اونٹنیاں تھیں، اس سے پہلے کبھی بھی دو اونٹنیاں میرے پاس ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ حضور اکرم ﷺ کی ہمیشہ عادت شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ دوسری جانبوں کے احوال دریافت فرماتے تھے مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دور کا تھا، ان کے علاوہ دشمنوں کی بھی بہت بڑی جماعت تھی اس لئے صاف اعلان فرما دیا تھا کہ تا کہ لوگ تیاری کر لیں۔

چنانچہ مسلمانوں کی بھی بہت بڑی جماعت حضور کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں نہ پتہ چلے تو دشوار نہ تھا، اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے، میں بھی سامان سفر کی تیاری کا صبح ہی سے ارادہ کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی، لیکن میں اپنے دل میں خیال کرتا رہا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب ارادہ پختہ کروں گا فوراً ہو جائے گا کہ حتی کہ حضور اقدس روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ، مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا، پھر بھی یہی حال رہا کہ ایک دو روز میں تیار کر کے جا ملوں گا، اسی طرح آج کل پر ٹلتا رہا، حتی کہ حضور کے وہاں پہنچنے کا زمانہ تقریباً آ گیا۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ

Marfat.com

ہو سکا، اب میں جب مدینہ طیبہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا وہ معذور تھے اور حضور نے بھی تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں پڑتے۔ کیا بات ہوئی، ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روکا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غلط کہا، ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے مگر حضور اقدس ﷺ نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہیں بولے، حتی کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم سوار ہوا اور بڑا فکر ہوا۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضور کے غصہ سے جان بچا لوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حضور تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان ہی لی۔

حضور کی عادت شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور تشریف فرما رہے اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے، حضور اکرم ﷺ ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے اور باطن کو اللہ کے سپرد فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضور نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا۔

میں نے عرض کیا ''یا نبی اللہ آپ نے اعراض فرمالیا، میں خدا کی قسم نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہاں آؤ'' میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا ''تجھے کس چیز نے روکا، کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید رکھی تھیں''

میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصہ سے معقول عذر کے ساتھ خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن آپ کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر آج جھوٹ سے آپ کو راضی کرلوں تو قریب ہے کہ اللہ جل جلالہ مجھ سے ناراض ہوں گے اور اگر آپ سے صاف صاف عرض کردوں تو آپ کو غصہ آئے گا۔ لیکن قریب ہے کہ اللہ کی پاک ذات آپ کے عتاب کو زائل فرمادے گی، اس لئے سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہیں ہوا''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس نے سچ کہا''

پھر فرمایا ''اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے''

میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، اگر تو کوئی عذر کر کے حضور سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور ﷺ کا استغفار تیرے لئے کافی تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو، لوگوں نے بتلایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب اِن کو ملا جو تجھ کو ملا، ایک حضرت بلال بن امیہ رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ، میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے ہم تینوں سے بولنے کی ممانعت بھی فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غصہ اسی پر آتا ہے جس سے تعلق ہوتا ہے اور تنبیہ اسی کو کی جاتی ہے جس میں اس کی اہلیت بھی ہو، جس میں اصلاح وصلاح کی قابلیت ہی نہ ہو اس کو تنبیہ ہی کون کرتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کرنے لگے، اور گویا دنیا ہی بدل گئی حتی کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی، سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ در و دیوار اوپرے بن گئے، مجھے سب سے زیادہ اس کا فکر تھا کہ میں اس حال میں مرگیا تو حضور ﷺ جنازے کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور ﷺ کا وصال ہوگیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں

Marfat.com

گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا، نہ میری نماز پڑھے گا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔ غرض ہم لوگوں نے پچاس دن اسی حال میں گزارے، میرے دونوں ساتھی تو شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے، میں سب میں قوی تھا، چلتا پھرتا، بازار میں جاتا، نماز میں شریک ہوتا، مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا، حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوکر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا تاکہ حضور ﷺ کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں۔ نماز کے بعد حضور ﷺ کے قریب ہی کھڑے ہوکر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں، جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضور مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا تو حضور منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرمالیتے۔

غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کرنا مجھ پر بہت ہی بھاری ہوگیا تو میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی دیوار پر چڑھا، وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی بھی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے، میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا، میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔

انہوں نے اس کا بھی جواب نہ دیا، میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ پھر قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے کہا ''اللہ جانے اور اس کا رسول!''

یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پتہ بتادو، لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتادیا وہ میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لاکر دیا، اس میں لکھا ہوا تھا:

''ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے تمہیں اللہ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور نہ ضائع کرے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے''

Marfat.com

دنیا کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے کی طرف سے اگر چھوٹوں کو تنبیہ ہوتی ہے تو ان کو بہکانے والے اور زیادہ کھولنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور خیر خواہ بن کر اس قسم کے الفاظ سے اشتعال دلایا ہی کرتے ہیں۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر انا للہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیرین ہونے لگیں، یہ ایک اور مصیبت آئی اور اس خط کو لے جا کر میں نے ایک تنور میں پھونک دیا اور حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اعراض کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی کہ کافر مجھ میں طمع کرنے لگے۔

اسی حالت میں چالیس روز ہم پر گزرے تھے کہ حضور کا قاصد میرے پاس حضور کا یہ ارشاد لے کر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشاء ہے اس کو طلاق دے دوں، کہا نہیں بلکہ علیحدگی اختیار کرلو، اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا، جب تک اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرمائیں وہیں رہنا۔

حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں اور آپ کو گرانی نہ ہو تو میں کچھ کام کاج ان کا کر دیا کروں۔

حضور ﷺ نے فرمایا "مضائقہ نہیں، لیکن صحبت نہ کریں"

انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ اس چیز کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلال کی طرح تو بھی اگر بیوی کی خدمت کی اجازت لے لے تو شاید مل جائے۔

میں نے کہا "وہ بوڑھے ہیں میں جوان ہوں، نہ معلوم مجھے کیا جواب ملے اس لئے میں جرأت نہیں کرتا"

Marfat.com

غرض اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول منقطع ہوئے پورے پچاس دن ہوگئے۔ پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا، زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی ''اے کعب! خوشخبری ہو تم کو''

میں اتنا ہی سن کر سجدے میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہوگئی، حضور اقدس ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے تو پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی کہ وہ سب سے پہلے پہنچ گئے۔

اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے ہوئے آئے، میں جو کپڑے پہن رہا تھا وہ نکال کر بشارت دینے والے کی نذر کر دیئے۔ خدا کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا اس وقت میری مِلک میں نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگے ہوئے پہنے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوش خبری لیکر لوگ گئے۔

میں جب مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو وہ لوگ جو خدمت اقدس میں حاضر تھے مجھے مبارک باد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر مبارک باد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرۂ انور کھل رہا تھا اور انوار خوشی کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت میں چاند کی طرح سے چمکنے لگتا تھا۔

میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جائیداد جو ہے وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ ہے'' (کہ یہ ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی)

حضور ﷺ نے فرمایا ''اس میں تنگی ہوگی، کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو''

میں نے عرض کیا ''بہتر ہے، خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے۔ مجھے سچ ہی نے نجات دی، اس لئے میں نے عہد کر لیا کہ ہمیشہ ہی سچ بولوں گا''(۱)

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، رقم: ۴۰۶۶؛ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث کعب بن مالک وصاحبیه، رقم: ۴۹۷۳؛

Marfat.com

یہ ہے صحابہ کرام کی اطاعت اور دین داری کا اور اللہ کے خوف کا نمونہ کہ ہمیشہ جنگ میں یہ حضرات شریک رہے، ایک مرتبہ کی غیر حاضری پر کیا کیا عتاب ہوا اور اس کو کس فرمانبرداری سے برداشت کیا کہ پچاس دن رو کر گزار دیئے، اور مال جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا تھا وہ بھی صدقہ کر دیا اور کافروں نے طمع دلائی تو بجائے مشتعل ہونے کے اور زیادہ پشیمان ہوئے اور اس کو بھی اللہ کا عتاب اور حضور کے اعراض کی وجہ سے سمجھا کہ میرے دین کا ضعف اس درجہ تک پہنچ گیا کہ کافروں کو اس کی طمع ہونے لگی کہ وہ مجھے بے دین بنا دیں، ہم لوگ بھی مسلمان ہیں اللہ اور اس کے پاک رسول کے ارشادات بھی سامنے ہیں، بڑے سے بڑا حکم نماز ہی کا لے لو کہ ایمان کے بعد اس کے برابر کوئی چیز بھی نہیں۔ کتنے ہیں جو اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ بھی کیسی کرتے ہیں، اس کے بعد زکوۃ اور حج کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں تو مال بھی خرچ ہوتا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

مجاہدین اسلام کے عظیم سپہ سالار حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام لانے کا جذبہ پیدا فرما دیا اور ہدایت کا راستہ میرے سامنے کھل گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ محمد ﷺ کے خلاف تمام لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں لیکن ہر لڑائی سے واپسی پر مجھے یہ خیال آتا تھا کہ میں یہ ساری بھاگ دوڑ بے فائدہ کر رہا ہوں اور یقیناً محمد ﷺ غالب ہو کر رہیں گے۔

جب حضور ﷺ حدیبیہ کے لئے روانہ ہوئے تو میں مشرکوں کے سواروں کا ایک دستہ لے کر نکلا اور عسفان میں میرا حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سامنا ہو گیا اور میں آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا میں نے آپ سے کچھ چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی۔ آپ ہمارے سامنے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھانے لگے۔ ہم نے سوچا کہ ہم نماز کے دوران ہی آپ پر حملہ کر دیں لیکن ہم کسی فیصلہ تک نہ پہنچ سکے اس لئے ہم نے حملہ نہ کیا اور اسی میں خیر تھی۔ آپ کو ہمارے اس ارادہ کا پتہ چل گیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا) چنانچہ آپ نے اپنے صحابہ

Marfat.com

کو عصر کی نماز صلوٰۃ الخوف کے طریقہ پر پڑھائی۔ اس بات کا ہمارے دلوں پر بہت اثر پڑا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس آدمی کی حفاظت کا مستقل (غیبی) انتظام ہے۔

آپ ہم سے ایک طرف ہو گئے اور ہمارے گھوڑوں کا راستہ چھوڑ کر دائیں طرف چلے گئے، جب آپ نے حدیبیہ میں قریش سے صلح کر لی اور قریش نے آپ کو زبانی جمع خرچ سے واپس کر کے اپنی جان بچائی تو میں نے اپنے دل میں کہا:

''اب کونسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ اب میں کہاں جاؤں نجاشی کے پاس؟ نجاشی نے تو محمد (ﷺ) کا اتباع کر لیا ہے اور ان کے صحابہ اس کے پاس امن سے رہ رہے ہیں کیا میں ہرقل کے پاس چلا جاؤں؟ تو مجھے اپنا دین چھوڑ کر نصرانیت یا یہودیت کو اختیار کرنا پڑے گا اور عجم میں رہنا پڑے گا یا اپنے وطن میں باقی لوگوں کے ساتھ رہتا رہوں''

میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ اچانک حضور عمرہ کی قضا کرنے کے لئے مکہ میں تشریف لے آئے میں مکہ سے غائب ہو گیا اور آپ کی آمد پر میں حاضر نہیں ہوا اور میرے بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ اس عمرہ میں مکہ آئے۔ انہوں نے مجھے بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا تو انہوں نے مجھے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد! ابھی تک اسلام لانے کی تمہاری رائے نہیں بنی۔ اس سے زیادہ عجیب بات میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ حالانکہ تم بہت عقلمند ہو۔ اسلام جیسے مذہب سے بھی کوئی ناواقف رہ سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تھا کہ خالد کہاں ہیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کو ضرور لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا خالد جیسا آدمی بھی اب تک اسلام سے ناواقف ہے۔ اگر وہ اپنی ساری قوت اور محنت مسلمانوں کے ساتھ لگا دیتے تو ان کے لئے زیادہ بہتر تھا اور ہم ان کو دوسروں سے آگے رکھتے اے میرے بھائی! خیر کے بہت سے مواقع تم سے رہ گئے اب تو ان کی تلافی کر لو''

Marfat.com

حضرت خالد فرماتے ہیں کہ جب مجھے اپنے بھائی کا خط ملا تو میرے دل میں مدینہ جانے کا ایک شوق پیدا ہوا اور اسلام کی رغبت بڑھنے لگی۔ اور مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ حضور نے میرے بارے میں پوچھا۔

اس زمانے میں، میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک قحط زدہ اور تنگ علاقہ میں ہوں۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ایک سرسبز اور وسیع علاقے میں پہنچ گیا ہوں۔ میں نے کہا یہ سچا خواب معلوم ہوتا ہے۔ جب میں مدینہ آیا تو میں نے کہا اس خواب کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ضرور تذکرہ کروں گا۔ چنانچہ میں نے ان سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ تعبیر بتائی کہ علاقے کی تنگی سے مراد وہ شرک ہے جس میں تم مبتلا تھے اور اس تنگ علاقہ سے نکلنے سے مراد اللہ کی طرف سے اسلام کی ہدایت کامل جانا ہے جب میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کا پختہ ارادہ کرلیا تو میں نے سوچا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے کس کو اپنے ساتھ لوں۔ اس سلسلے میں میں صفوان بن اُمیہ کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا ''اے ابووہب! کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم کس حال میں ہیں؟ ہماری تعداد داڑھوں کی طرح سے کم ہوتی جارہی ہے اور محمد عرب اور عجم پر غالب آتے جارہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اتباع کرلینا چاہئے کیونکہ محمد (ﷺ) کی عزت ہماری عزت ہے''

صفوان نے میری بات ماننے سے سختی سے انکار کردیا اور کہا کہ میرے علاوہ اور کوئی بھی نہ بچا تو بھی میں ان کا اتباع ہرگز نہیں کروں گا۔ میں اسے چھوڑ کر چل دیا اور میں نے دل میں کہا اس آدمی کے بھائی اور والد کو بدر میں قتل کیا گیا تھا (اس لئے یہ نہیں مان رہے ہیں) پھر میری عکرمہ بن ابی جہل سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے وہی بات کی جو صفوان بن امیہ سے کی تھی۔ انہوں نے صفوان بن امیہ جیسا جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا میری اس بات کو چھپائے رکھنا۔ انہوں نے کہا اچھا کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ پھر میں اپنے گھر گیا اور اپنی سواری کو تیار کروایا میں اس کو لے کر چل پڑا تو راستہ میں میری عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا یہ میرا دوست ہے اس سے بھی اپنی بات کر کے دیکھوں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس کے آباء

Marfat.com

واجداد بھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں تو ان سے ذکر کرنے کو مناسب نہ سمجھا۔

پھر میں نے کہا ان سے ذکر کرنے میں کیا حرج ہے؟ میں تو اب جا ہی رہا ہوں چنانچہ اسلام کے خلاف ہماری محنت کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ میں نے ان کو بتایا اور میں نے یہ بھی کہا ہماری مثال اس لومڑی کی سی ہے جو کسی سوراخ میں گھس گئی ہو تو اگر اس سوراخ میں ایک ڈول بھی پانی ڈال دیا جائے تو لومڑی کو نکلنا پڑے گا۔ پہلے دونوں ساتھیوں سے میں نے جو بات کی ایسی ہی ان سے بھی کی۔ وہ فوراً مان گئے۔ میں نے ان سے کہا میں تو آج ہی جانا چاہتا ہوں اور میری سواری فج مقام پر تیار بیٹھی ہے۔ ہم دونوں نے آپس میں مکہ سے باہر مقام یاجج پر اکٹھا ہونا طے کیا کہ اگر وہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گئے تو وہ میرا وہاں انتظار کریں گے اور اگر میں ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا تو میں ان کا انتظار کروں گا۔

چنانچہ صبح سحری کے وقت ہم لوگ گھروں سے نکلے اور طلوع فجر سے پہلے ہی ہم لوگ مقام یاجج پر جمع ہو گئے۔ پھر وہاں سے ہم دونوں روانہ ہوئے۔ جب ہم ہدہ مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے کہا ''تم لوگوں کو خوش آمدید ہو''

ہم نے کہا ''تمہیں بھی خوش آمدید ہو''

انہوں نے پوچھا ''کہاں جا رہے ہو؟''

ہم نے کہا ''تم گھر سے کس ارادے سے چلے ہو؟ ہمارا ارادہ تو اسلام میں داخل ہونے کا اور محمد کے اتباع کرنے کا ہے''

انہوں نے کہا ''میں بھی اسی وجہ سے آیا ہوں''

اب ہم تینوں ساتھ ہو لئے اور مدینہ جا پہنچے اور حرہ میں اپنی سواریاں بٹھا دیں۔ حضور ﷺ کو ہمارے آنے کی خبر ملی جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔ میں نے اپنے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور حضور ﷺ کی جانب چل پڑا۔ راستہ میں میرے بھائی مجھے ملے۔ انہوں نے کہا ''جلدی کرو، حضور ﷺ کو تمہاری خبر مل چکی ہے اور وہ تمہارے آنے سے خوش ہیں اور تم لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں'' ہم تیز تیز چلنے لگے۔ جب میں نے آپ کو دور سے دیکھا تو آپ مجھے دیکھ کر مسکراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے قریب آ کر یا نبی اللہ کہہ کر

Marfat.com

سلام کیا۔ آپ نے کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے کلمۂ شہادت پڑھا:

”اِنِّی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں“

آپ نے فرمایا ”آگے آؤ! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تم کو ہدایت دی۔ تمہاری عقل و سمجھ کو دیکھ کر مجھے یہی امید تھی کہ تمہیں خیر ہی کی توفیق ملے گی“

میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! میں جن لڑائیوں میں آپ کے مقابلہ میں حق کے خلاف لڑا ہوں مجھے ان کا بہت خیال آ رہا ہے۔ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف کر دے“

آپ نے فرمایا ”اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہ مٹا دیتا ہے“

میں نے کہا ”آپ اس کے باوجود میرے لئے دعا فرما دیں“

آپ نے فرمایا ”اے اللہ! اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے خالد بن ولید نے جتنی بھی کوشش اور محنت کی ہے اسے معاف فرما دے“

پھر حضرت عثمان اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے۔ ہم لوگ صفر ۸ ہجری کو مدینہ آئے تھے۔ اللہ کی قسم! ضروری اور مشکل امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کسی کو میرے برابر قرار نہ دیتے تھے۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے دل میں بڑی آرزو تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

(۱) کنز العمال (۷/ ۳۰)، البدایة و النهایة (۴/ ۲۳۸)، حیلة الصحابة (۱/ ۲۱۵۔ ۲۱۸)

Marfat.com

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا﴾(۱)

''(اے نبی کی بیویو!) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کرلو (یہ یہی مناسب ہے)
کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں''

لیکن بہت عرصہ تک مجھے پوچھنے کا موقع نہ ملا آخر ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لے گئے میں بھی ان کے ساتھ حج پر گیا ہم لوگ سفر کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرورت سے راستے سے ایک طرف کو چلے گئے میں بھی پانی کا برتن لے کر ان کے ساتھ ہولیا آپ ضرورت سے فارغ ہوکر میرے پاس واپس تشریف لائے میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا آپ نے وضو کیا۔ میں نے کہا اے امیرالمومنین! نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا﴾(۲)

''(اے نبی کی بیویو!) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کرلو (یہ یہی مناسب ہے)
کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس! تم پر تعجب ہے (کہ علم میں اتنے مشہور ہو اور پھر بھی تمہیں معلوم نہیں کہ یہ عورتیں کون ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سوال پر تعجب تو ہوا لیکن پھر انہوں نے سارا قصہ سنایا کچھ نہیں چھپایا اور فرمایا ''وہ دونوں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، پھر تفصیل سے سارا قصہ سنانے لگے اور فرمایا:

''ہم قریش قبیلہ والے عورتوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ آئے تو دیکھا کہ یہاں کے مردوں پر عورتیں غالب ہیں تو ہماری عورتیں ان کی عورتوں سے سیکھنے لگیں، میرا گھر موالی میں قبیلہ بنوامیہ بن زید میں تھا۔ میں ایک دن اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو وہ آگے سے جواب دینے لگی میں اس کے یوں جواب دینے سے بڑا حیران ہوا، کیونکہ یہ میرے لئے بالکل نئی بات تھی وہ کہنے لگی'' آپ میرے جواب دینے سے کیوں حیران ہو رہے ہیں وہ تو اللہ کی قسم! حضور ﷺ کی ازواج مطہرات بھی آپ کو جواب دے دیتی ہیں بلکہ بعض تو ناراض ہوکر

(۱) التحریم:۴ (۲) التحریم:۴

Marfat.com

حضور ﷺ کو سارا دن رات تک چھوڑے رکھتی ہیں''

میں یہ سن کر گھر سے چلا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو؟''

اس نے کہا ''جی ہاں''

میں نے کہا ''تم میں سے کچھ عورتیں حضور ﷺ کو سارا دن رات تک چھوڑے رکھتی ہیں''

اس نے کہا ''جی ہاں''

میں نے کہا ''تم میں سے جو بھی ایسا کرے گی وہ تو اپنا بڑا نقصان کرے گی اور اگر اللہ کے رسول ﷺ کے ناراض ہونے کی وجہ سے اللہ ناراض ہو گئے تو پھر تو وہ ہلاک و برباد ہو جائے گی اس لئے آئندہ کبھی حضور ﷺ کو آگے سے جواب نہ دینا اور ان سے کچھ نہ مانگنا اور مجھ سے جو چاہے مانگ لینا۔ اور تم اپنی پڑوسن یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دھوکہ نہ کھاؤ (کہ وہ حضور ﷺ کو آگے سے جواب دے دیتی ہے اور حضور ﷺ سے ناراض ہو جاتی ہے وہ ایسا کر سکتی ہے) کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور ﷺ کی اس سے تم سے زیادہ محبت ہے'' (تم ایسا نہ کرو)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ایک انصاری پڑوسی تھا ہم دونوں باری باری حضور ﷺ کی خدمت میں جایا کرتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور سارے دن میں، جو وحی نازل ہوتی یا اور کوئی بات پیش آتی وہ شام کو آ کر مجھے بتا دیتا اور ایک دن میں جاتا اور شام کو واپس آ کر سب کچھ اسے بتا دیتا۔ ان دنوں ہمارے ہاں اس کا بہت چرچا تھا کہ قبیلہ غسان ہم پر چڑھائی کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک دن میرا یہ پڑوسی حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور عشاء میں میرے پاس واپس آیا اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور مجھے آواز دی میں باہر آیا اس نے کہا ''ایک بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے''

میں نے کہا ''کیا ہوا؟ کیا غسان نے چڑھائی کر دی ہے؟''

اس نے کہا ''نہیں، بلکہ اس سے بھی بڑا اور زیادہ پریشان کن حادثہ پیش آیا ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے"

میں نے کہا" حفصہ تو نامراد ہوگئی اور گھاٹے میں پڑ گئی اور مجھے تو پہلے ہی خطرہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا"

صبح کی نماز پڑھ کر میں نے کپڑے پہنے اور مدینہ گیا وہاں سیدھا حفصہ کے ہاں گیا وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا" کیا حضور ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟"

انہوں نے کہا" یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے البتہ حضور ﷺ ہم سے الگ ہو کر اس بالاخانہ میں تشریف فرما ہیں"

پھر میں آپ ﷺ کے سیاہ غلام کے پاس آیا اور اس سے کہا عمر کو اندر آنے کی اجازت لے دو۔ وہ غلام اندر گیا اور باہر آیا پھر اس نے کہا" میں نے حضور ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن حضور ﷺ خاموش رہے"

پھر میں (مسجد) چلا گیا جب میں منبر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ لوگ رو رہے ہیں۔ کچھ دیر بیٹھا رہا پھر جب میری بے چینی بڑھی تو میں نے جا کر پھر اس غلام سے کہا عمر کو اجازت لے دو وہ اندر گیا پھر اس نے باہر آ کر کہا میں نے حضور ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن حضور ﷺ خاموش رہے۔

میں لوٹنے لگا تو غلام نے مجھے بلایا اور کہا آپ اندر چلے جائیں حضور ﷺ نے اجازت دے دی ہے میں نے اندر جا کر حضور ﷺ کو سلام کیا آپ ایک خالی بوریئے پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور بوریئے کے نشانات آپ کے جسم اطہر پر ابھرے ہوئے تھے میں نے عرض کیا" یارسول اللہ! آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟"

حضور ﷺ نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا" نہیں"

میں نے (خوشی کی وجہ سے) کہا" اللہ اکبر! یارسول اللہ! آپ نے ہمیں دیکھا ہوگا کہ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ آئے تو ہمیں یہاں ایسے لوگ ملے جن پر ان کی عورتیں غالب تھیں تو ہماری عورتیں ان کی عورتوں سے سیکھنے لگیں ایک دن میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو وہ آگے سے مجھے جواب دینے لگی میں اس کے جواب دینے پر بڑا حیران ہوا

Marfat.com

اس نے کہا آپ میرے جواب دینے پر کیا حیران ہو رہے ہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حضور ﷺ کو جواب دیتی ہیں بلکہ سارا دن رات تک حضور ﷺ کو چھوڑے رکھتی ہیں میں نے کہا ان میں سے جو بھی ایسا کرے گی وہ نامراد ہوگی اور گھاٹے میں رہے گی اگر اللہ کے رسول کے ناراض ہونے کی وجہ سے اللہ ناراض ہو گئے تو وہ تو ہلاک و برباد ہو جائے گی"

میری یہ بات سن کر حضور ﷺ مسکرانے لگے۔ میں نے کہا "یارسول اللہ! پھر میں حفصہ کے پاس آیا اور میں نے اسے کہا تم اپنی پڑوسن (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے دھوکہ نہ کھانا وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور ﷺ کو اس سے تم سے زیادہ محبت ہے"

حضور ﷺ دوبارہ مسکرائے۔ میں نے کہا "یارسول اللہ! جی لگانے کی اور بات کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "کرو"

پھر میں بیٹھ گیا اور سر اٹھا کر حضور ﷺ کے گھر پر نظر ڈالی تو اللہ کی قسم! مجھے صرف تین کھالیں بغیر رنگی ہوئی نظر آئیں۔ میں نے کہا "یارسول اللہ! آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت فرمادے اللہ تعالیٰ نے روم اور فارس پر وسعت کر رکھی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں"

اس پر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا "اے ابن خطاب! کیا تم ابھی تک شک میں ہو؟ ان لوگوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا گیا ہے"

میں نے کہا "یارسول اللہ! میرے لئے استغفار فرمادیں"

چونکہ حضور کو اپنی ازواج مطہرات پر زیادہ غصہ آگیا تھا اس وجہ سے آپ نے قسم کھالی تھی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہیں جائیں گے آخر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو متنبہ فرمایا۔(۱)

(۱) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم: ٤٧٩٢، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء، واعتزال النساء و التخییر، رقم: ۲۷۰۷، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب ومن سورة التحریم، رقم: ۳۲٤۰، مسند أحمد، رقم: ۲۱۰

Marfat.com

حضور ﷺ کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ کی خدمت سے فارغ ہوجاتے تو مسجد میں آجایا کرتے۔ مسجد ہی میں ان کا گھر تھا اسی میں وہ لیٹ جایا کرتے تھے۔ ایک رات حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے سو رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کو پاؤں سے (اٹھانے کے لئے) ہلکی سی ٹھوکر ماری۔ وہ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ''کیا میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں؟''

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! میں اور کہاں سوؤں؟ اس مسجد کے علاوہ میرا اور کوئی گھر نہیں ہے''

پھر حضور ﷺ ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا ''جب لوگ تم کو (کسی اجتماعی ضرورت کی وجہ سے) اس مسجد سے نکالیں گے تو تم کیا کروگے؟''

انہوں نے کہا ''میں ملک شام چلا جاؤں گا کیونکہ شام (پہلے انبیاء علیہم السلام کی) ہجرت کی جگہ ہے اور وہاں ہی میدان حشر ہوگا اور وہ انبیاء کی سرزمین ہے (وہاں بہت نبی ہوئے) اور میں وہاں والوں میں سے بن جاؤں گا'' (یعنی وہاں رہنے لگ جاؤں گا)

حضور ﷺ نے فرمایا ''جب لوگ تمہیں ملک شام سے بھی نکال دیں گے تو پھر کیا کروگے؟''

انہوں نے کہا ''میں اس مسجد میں یعنی مدینہ واپس آجاؤں گا۔ یہی میرا گھر اور میری منزل ہوگی''

آپ ﷺ نے فرمایا ''جب لوگ تمہیں اس مسجد سے یعنی مدینہ سے دوبارہ نکال دیں گے تو تمہارا کیا ہوگا؟''

انہوں نے کہا ''میں تلوار لے کر مرتے دم تک (ان سے) لڑتا ہوں گا''

Marfat.com

حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور انہیں ہاتھ سے تھپکی دی اور فرمایا ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتلاؤں؟''

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ! ضرور بتادیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''

حضور ﷺ نے فرمایا ''وہ تمہیں آگے سے پکڑ کر جدھر لے جائیں تم ادھر چلے جانا اور پیچھے سے تمہیں جدھر کو چلائیں تم ادھر کو چلے جانا (یعنی جیسے وہ کہیں ویسے کرتے رہنا) یہاں تک کہ اسی حال میں آکر مجھ سے مل لینا''

ابن جریر رضی اللہ عنہ نے اس جیسی حدیث خود حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اس میں یہ ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا'' جب تمہیں (مدینہ سے) دوبارہ نکالا جائے گا تو تم کیا کروگے؟''

میں نے عرض کیا ''میں تلوار لے کر نکالنے والوں کو ماروں گا''

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور فرمایا ''اے ابوذر! تم (ان نکالنے والوں کو) معاف کر دینا اور وہ تمہیں آگے سے پکڑ کر جہاں لے جائیں وہاں چلے جانا اور پیچھے سے تمہیں جدھر کو چلائیں تم ادھر کو چلے جانا (یعنی ان کی بات مانتے رہنا) چاہے تم کو یہ معاملہ ایک کالے غلام کے ساتھ کیوں نہ کرنا پڑے'' (۱)

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا معاملہ

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کا شمار جید یہودی علما میں ہوتا تھا۔ آپ کا قبول اسلام، اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل ہے۔ آپ کے قبول اسلام کا واقعہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت زید بن

(۱) حیاۃ الصحابہ (۲/ ۹۶)

Marfat.com

سعنہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت سے نواز نے کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنہ نے اپنے دل میں کہا کہ حضور ﷺ کے چہرہ پر نگاہ پڑتے ہی میں نے نبوت کی تمام نشانیوں کو حضور ﷺ کے چہرے میں پالیا تھا لیکن دو نشانیاں ایسی ہیں جن کو میں نے آپ میں ابھی تک آزمایا نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ نبی کی بردباری ان کے جلد غصہ میں آجانے پر غالب ہوتی ہے دوسرے یہ کہ نبی کے ساتھ جتنا زیادہ نادانی کا معاملہ کیا جائے گا اس کی بردباری اتنی بڑھتی جائے گی۔

چنانچہ ایک دن آپ حجروں سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا جو بظاہر بدو معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا ''یارسول اللہ! فلاں قبیلہ کی بستی میں میرے چند ساتھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں گے تو ان پر رزق کی بڑی وسعت ہو جائے گی لیکن اب وہاں قحط سالی آگئی اور بارش بالکل نہیں ہو رہی ہے۔ یارسول اللہ! مجھے اس بات کا خطرہ ہے جیسے وہ لالچ میں آکر اسلام میں داخل ہوئے۔ اسی طرح لالچ میں آکر کہیں وہ اسلام سے نکل نہ جائیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی مدد کے لئے کچھ بھیج دیں''

آپ کے پہلو میں جو آدمی تھا آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، اس آدمی نے کہا یارسول اللہ! اس مال میں سے تو کچھ نہیں بچا۔

میں نے آپ کے قریب جا کر کہا ''اے محمد! اگر آپ چاہیں تو میں پیسے آپ کو ابھی دے دیتا ہوں اور اس کے بدلہ میں آپ فلاں قبیلہ کے باغ کی اتنی کھجوریں مجھے فلاں وقت تک دے دیں''

آپ نے فرمایا ''ٹھیک ہے لیکن کسی کے باغ کو معین مت کرو''

میں نے کہا ''چلو ٹھیک ہے چنانچہ آپ نے مجھ سے یہ سودا کرلیا''

میں نے اپنی کمر سے ہمیانی کھولی اور ان کھجوروں کے بدلہ میں آپ کو اسی مثقال سونا دے دیا۔ آپ نے وہ سارا سونا اس آدمی کو دے دیا اور اس سے فرمایا لو یہ ان کی امداد کے لئے لے جاؤ اور ان میں برابر تقسیم کر دینا۔

ابھی مقررہ میعاد میں ابھی دو تین دن باقی تھے کہ حضور ﷺ (کسی نماز جنازہ

Marfat.com

پڑھانے کے لئے) باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور چند صحابہ بھی تھے۔ جب آپ نماز جنازہ پڑھا چکے اور ایک دیوار کے قریب بیٹھنے کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کا گریبان پکڑ لیا اور غصہ والے چہرے سے میں نے آپ کی طرف دیکھا اور میں نے آپ سے کہا ''او محمد! آپ میرا حق کیوں ادا نہیں کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! تم اولاد عبدالمطلب نے تو ٹال مٹول کرنا ہی سیکھا ہے اور اب ساتھ رہ کر بھی یہی نظر آیا ہے''

اتنے میں میری نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو غصہ کے مارے ان کی دونوں آنکھیں گول آسمان کی طرح گھوم رہی تھیں۔ انہوں نے مجھے گھور کر دیکھا اور کہا ''اے اللہ کے دشمن! تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ باتیں کہہ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کی مجلس کے ادب کا لحاظ نہ ہوتا تو ابھی اپنی تلوار سے تیری گردن اڑا دیتا''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بڑے سکون اور مسکراہٹ بھرے چہرے سے دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا ''اے عمر! مجھے اور اسے کسی اور چیز کی ضرورت تھی۔ مجھے تم اچھی طرح اور جلدی ادا کرنے کو کہتے اور اس ذرا سلیقہ سے مطالبہ کرنے کو کہتے۔ اے عمر انہیں لے جاؤ اور جتنا ان کا حق بنتا ہے وہ بھی ان کو دو اور جو تم نے ان کو دھمکایا ہے اس بدلے میں ان کو بیس صاع کھجور اور دو''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے لے گئے اور جتنی میری کھجوریں تھیں وہ بھی مجھے دیں اور بیس صاع کھجوریں مزید بھی دیں۔ میں نے کہا ''یہ زیادہ کھجوریں کیوں دے رہے ہو؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے جو تم کو دھمکایا ہے اس کے بدلے میں تم کو مزید کھجوریں بھی دوں''

میں نے کہا ''اے عمر! کیا تم مجھ کو جانتے ہو؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''نہیں''

میں نے کہا ''میں زید بن سعنہ ہوں''

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اتنے بڑے عالم ہو کر) ''تم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ اور ان کو ایسی باتیں کیوں کہیں؟''

میں نے کہا ''اے عمر! حضور ﷺ کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی میں نے نبوت کی تمام نشانیوں کو حضور ﷺ کے چہرہ میں پالیا تھا لیکن دو نشانیاں ایسی تھیں جن کو میں نے آپ میں ابھی تک آزمایا نہیں تھا۔ ایک یہ کہ نبی ﷺ کی بردباری اس کے جلد غصہ میں آجانے پر غالب ہوتی ہے دوسری یہ کہ نبی ﷺ کے ساتھ جتنا نادانی کا معاملہ کیا جائے گا اس کی بردباری اتنی بڑھتی جائے گی اور اب میں نے ان دونوں باتوں کو بھی آزمالیا ہے۔ اے عمر! میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر دل سے راضی ہوں اور اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال محمد ﷺ کی ساری اُمت کے لیے وقف ہے اور میں مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں''

وہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس گئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پہنچتے ہی کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضور ﷺ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک رہے اور غزوۂ تبوک میں واپس آتے ہوئے نہیں بلکہ آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت زید رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک سوال

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی، جب میری مذی خارج ہوتی تو میں غسل کرنے لگتا۔ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس بارے میں حضور ﷺ سے سوال کریں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا

(۱) حياة الصحابة (۱ / ۱۹۷، ۱۹۹)، الاصابة (۱ / ۵٦٦)

Marfat.com

''اس سے صرف وضو واجب ہوتا ہے''(۱)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

ایک مرتبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خوبصورت لباس پہنے عمدہ بال بنائے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ کیوں مسکرائے، اللہ تعالیٰ آپ کو مسکراتا رکھے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''مجھے نبی کے چچا کا حسن وجمال اچھا لگا تو میں مسکرانے لگا''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آدمیوں کا جمال کہاں ہوتا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''زبان میں''(۲)

ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۝﴾(۳)

''بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے''

تو حضور ﷺ انتہائی شاداں وفرحاں باہر تشریف لائے، آپ کے چہرۂ انور پر مسکراہٹ طاری تھی اور آپ فرمارہے تھے ''ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے''(۴)

---

(۱) مسند أحمد، رقم:۸٦۸ (۲/ ۳۷٤)

(۲) المستدرك للحاكم، رقم:۵٤۳۳ (۱۲/ ۳۵٤)

(۳) الانشراح:۵۔٦

(٤) شعب الإيمان للبيهقي، رقم:۹٦۵۷ (۲۰/ ٤۷۵)، المستدرك للحاكم، رقم:۳۹۱۰ (۹/ ۱۷۳)

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اونٹوں کا نگران مقرر کیا جس کی وجہ سے مجھے پانی سے دور رہنا تھا، میری بیوی میرے ساتھ تھی، جس کی وجہ سے مجھے جنابت لاحق ہوئی تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں تو اس طرح ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں اونٹ پر بیٹھا اور نصف نہار کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے کچھ صحابہ کے ساتھ مسجد کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ میں اونٹ سے اترا اور میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا!''

آپ ﷺ نے پوچھا ''تم کیسے ہلاک ہو گئے؟''

میں نے ساری بات عرض کی تو حضور ﷺ مسکرا دیئے۔ پس آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور میں نے اونٹ کا پردہ کر کے غسل کیا۔ میں غسل کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تمہیں پانی نہ ملے پاک مٹی پاک کرنے والی ہے، خواہ اس میں دس سال ہی کیوں نہ گذر جائیں۔ اور جب تمہیں پانی مل جائے تو پانی استعمال کرو۔(۱)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی امامت

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۃ ذات السلاسل کے دوران ایک سرد رات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر میں نے وضو کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی۔ لوگوں نے اس سارے ماجرے کا نبی پاک ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''اے عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کو جنبی حالت میں نماز پڑھا دی!'' میں نے آپ ﷺ کو اپنا عذر بتایا اور پھر عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے:

---

(۱) مسند أحمد، رقم: ۱۹۳۹۵ (۴۱/۹۵)

(۲) النساء: ۲۹

Marfat.com

﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی کا معاملہ کرنے والا ہے''

یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیے اور آپ نے کوئی بات نہ فرمائی۔ (۳)

☆☆☆

(۳) سنن أبی داؤد، کتاب الطهارة، باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم، رقم: ۳۰۳، مسند أحمد، رقم: ۱۷۱٤٤

Marfat.com

بابِ دوم

غزوات میں
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

غزوات میں

نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

میرے ماں باپ تم پر قربان!

حضرت عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ غزوۂ خندق کے دن اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کس بات پر ہنستے تھے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کافر ڈھال لئے ہوئے تھا اور میں بڑا ماہر تیر انداز تھا لیکن وہ اپنی ڈھال کو ادھر ادھر کر لیتا تھا جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا بچاؤ کر لیتا تھا۔ (گویا مقابلہ میں حضرت سعد کا تیر لگنے نہ دیتا تھا حالانکہ یہ مشہور تیر انداز تھے) میں نے ایک مرتبہ تیر نکالا (اور اس کو کمان میں کھینچ کر انتظار میں رہا) جس وقت اس نے ڈھال سے سر اٹھایا فوراً ایسا لگایا کہ پیشانی سے چوکا نہیں اور وہ فوراً گر گیا۔ اس کی ٹانگ بھی اوپر کو اٹھ گئی اس پر حضور ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔(۱)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بیعت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ آئے،

(۱) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص، رقم: ٤٤٣١

Marfat.com

اس وقت ہم چودہ سو آدمی تھے اور ہمارے پاس صرف پچاس بکریاں تھیں جو اس کثیر تعداد کو سیراب کرنے کے لئے کافی نہ تھیں، لہٰذا نبی پاک ﷺ ایک خشک کنویں کے کنارے بیٹھے اور وہاں آپ نے دعا فرمائی یا اپنا لعابِ دہن اس کنویں ڈالا تو کنویں سے پانی ابلنے لگا اور لشکر کی سیرابی کا انتظام ہوگیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے درخت کے نیچے بیٹھ کر لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ پھر دوسرے لوگ بیعت ہونے لگے۔ جب آدھے لوگ بیعت ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے سلمہ! آؤ تم بھی بیعت ہو جاؤ''

میں نے کہا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت ہو چکا ہوں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر آجاؤ'' چنانچہ میں نے دوسری مرتبہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میرے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں ہے تو آپ نے ایک کمان مجھے عطا فرمادی۔ پھر لوگ حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے، جب آخر میں کچھ لوگ رہ گئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''اے سلمہ! آؤ تم بھی بیعت ہو جاؤ''

میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میں سب لوگوں سے پہلے اور درمیان میں دو مرتبہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہوں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر آجاؤ''۔

چنانچہ میں تیسری مرتبہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''تمہاری وہ کمان کہاں ہے جو میں نے تمہیں ابھی دی تھی؟''

میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! وہ کمان تو میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ نہیں تھا''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرادیئے اور فرمایا ''تم بھی اس شخص کی طرح ہو جس نے یہ دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے ایسا محبوب عطا فرما جو مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو'' (۱)

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة ذی قرد وغیرها، رقم: ۳۳۷۲

Marfat.com

ہم کل کوچ کر جائیں گے!

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کچھ دن طائف کا محاصرہ کیا، ابھی قتال کی نوبت نہ آئی تھی کہ آپ ﷺ نے یہ اعلان فرمادیا کہ ہم کل یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔

آپ ﷺ کا یہ فیصلہ آپ کے جان نثار ساتھیوں پر شاق گذرا کہ ابھی تک ہم نے یہ علاقہ فتح نہیں کیا تو واپس کیسے چلے جائیں۔ ان حضرات کی یہ خواہش دیکھ کر آپ ﷺ نے انہیں قتال کی اجازت دے دی۔ لیکن اہلِ اسلام کو طائف کے جنگجو لوگوں کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان مجاہدین زخمی ہوگئے۔

پھر دوبارہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ ہم کل یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ یہ اعلان سن کر لشکر کے دل میں انسانی تقاضے کے تحت خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لشکر کی یہ صورتحال دیکھ کر آپ ﷺ مسکرادیئے۔(١)

رسول اللہ ﷺ کی برکت

حضرت ابوعمرہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک غزوے میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کو سخت بھوک لگی تو لوگوں نے حضور ﷺ سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لی اور عرض کیا یہ گوشت کھانے سے اللہ ہمیں اتنی طاقت دے دیں گے جس سے ہم منزل تک پہنچ جائیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کرلیا ہے تو عرض کیا ''یارسول اللہ! کل جب ہم بھوکے اور پیدل دشمن کا

---

(١) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، رقم: ٣٩٨١، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة الطائف، رقم: ٣٣٢٩، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ٤٥٦٠

Marfat.com

مقابلہ کریں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو لوگوں کے پاس جو توشے بچے ہوئے ہیں وہ منگوا کر جمع کرلیں اور پھر اللہ سے اس میں برکت کی دعا کریں اللہ آپ کی دعا کی برکت سے کھانے میں برکت بھی دے دیں گے اور منزل تک بھی پہنچادیں گے"

حضور ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگوائے تو لوگ لانے لگے، کوئی مٹھی بھر کھانے کی چیز لایا کوئی اس سے زیادہ، سب سے زیادہ ایک آدمی ساڑھے تین سیر کھجور لایا۔

حضور ﷺ نے ان تمام چیزوں کو جمع کیا پھر کھڑے ہوکر کچھ دیر دعا کی پھر لشکر والوں سے فرمایا "اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اس میں سے لپیں بھر کر برتنوں میں ڈال لو"

آپ کے اس حکم دینے پر لشکر والوں نے اپنے تمام برتن بھر لئے اور کھانے کا جتنا سامان پہلے تھا اتنا پھر بچ گیا۔ اسے دیکھ کر حضور ﷺ اتنا ہنسے کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ ان دونوں گواہیوں پر ایمان رکھتا ہوگا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ جہنم کے اس سے دور رہنے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔(۱)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے پہرے دار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پہلی مرتبہ خلوت اختیار فرمائی تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے تلوار ہاتھ میں لے کر نبی پاک ﷺ کے دروازے پر پہرہ دینے لگے۔ جب صبح ہوئی اور نبی پاک ﷺ نے انہیں اس حال میں دیکھا تو حیرانگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

(۱) مسند أحمد بن حنبل، مسند المكيين، رقم: ١٤٩٠٢، المستدرك للحاكم (٢/١٤٢) البداية والنهاية (٦/١١٤)، طبقات ابن سعد (١/١٨٠)، دلائل النبوة، ص: ١٤٨

Marfat.com

"یارسول اللہ! صفیہ چونکہ ایک نئی نویلی دلہن تھیں اور میں نے ان کے والد، بھائی اور خاوند کو قتل کیا ہے اس لئے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ان کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اس لئے میں پہرے داری کے لئے یہاں کھڑا ہو گیا"

حضور ﷺ ان کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور انہیں برکت کی دعا دی۔ (۱)

میکائیل علیہ السلام اور حضور ﷺ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر نبی پاک ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ دورانِ نماز آپ مسکرا دیئے۔ جب آپ نے نماز مکمل فرمالی تو ہم نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز میں مسکراتے دیکھا تھا، اس کی کیا وجہ ہوئی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "ابھی میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے، ان کے پروں پر غبار کے اثرات تھے، وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے تو میں بھی انہیں دیکھ کر مسکرا دیا" (۲)

مشرق کے کچھ لوگوں کا تذکرہ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں، میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور اس سے خندق کھودنے لگے۔ اتنے میں ایک پتھر آ گیا تو نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ آپ سے مسکراہٹ کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا "مجھے ان لوگوں کی وجہ سے ہنسی آئی جو تمہارے پاس بیڑیوں میں قید کر کے مشرق کی طرف سے لائے جائیں گے، انہیں جنت کی طرف بلایا جائے گا لیکن وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں گے" (۳)

یعنی انہیں اسلام قبول کر کے جنت کا حق دار بننے کی دعوت دی جائے گی لیکن وہ اس

---

(۱) المستدرك على الصحيحين (٤/٣٠)

(۲) سنن البيهقي الكبرى (٢/٢٥٢)

(۳) المعجم الكبير، رقم: ٥٦٠١، (٦/١٢٨)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب فيمن يسلم من الأسرى (٢/٤٣٤)، كنز العمال، رقم: ٣٠٠٩٠ (١٠/٤٥٠)

Marfat.com

دعوت کو قبول نہ کریں گے۔

''یہ سب کل مسلمانوں کی غنیمت ہو گا''

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ غزوۂ حنین میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ شام کے وقت جب نماز کا وقت ہوا تو ایک گھڑ سوار آیا اور اس نے کہا ''یارسول اللہ! میں لشکر کے آگے آگے جا رہا تھا، میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ ہوازن سارے کے سارے اپنی عورتوں، جانوروں اور بکریوں کو لے کر حنین کے میدان میں آئے ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور ارشاد فرمایا:

((تلك غنيمة المسلمين غدا إن شاء الله))

''اگر اللہ نے چاہا تو یہ سب چیزیں کل مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوں گی''

اس کے بعد نبی پاک ﷺ نے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟''

حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بولے ''یارسول اللہ! میں پہرہ دوں گا''

آپ ﷺ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا تو وہ سوار ہو کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''اس گھاٹی کی طرف چلو اور اس کے بالکل اوپر پہنچ جاؤ اور خیال رکھنا کہ ہماری غفلت میں دشمن ہم پر حملہ نہ کرنے پائے''

صبح کے وقت نبی پاک ﷺ نماز کی جگہ تشریف لائے اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ نے پوچھا ''گھڑ سوار پہرے دار کی کوئی خبر ہے؟'' ہم نے کہا ''اب تک تو ان کی کوئی خبر نہیں''

پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور گھاٹی کی طرف رخ کر کے فرمایا ''مبارک ہو، تمہارا گھڑ سوار واپس لوٹ آیا ہے'' پھر وہ ہمیں بھی گھاٹی کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے اور آ کر نبی پاک ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا ''جس گھاٹی پر آپ نے مجھے پہرہ

Marfat.com

دینے کا حکم دیا تھا میں ساری رات وہیں پہرہ دیتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں کا چکر لگایا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا "کیا تم اپنے گھوڑے سے نیچے اترے تھے؟"

انہوں نے عرض کیا "صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے اترا تھا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((قد أوجبت فلاعليك أن لا تعمل بعده))

"تم پر جنت واجب ہوگئی، آج کے بعد تم کوئی عمل نہ بھی کرو پھر بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"(۱)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صلح حدیبیہ کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ آئے، پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لے کر باہر نکلے اور میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا لے کر نکلا تا کہ اس کو بھی اونٹوں کے ساتھ چرا لاؤں اور پانی پلا لاؤں۔ ابھی صبح ہو چکی تھی لیکن کچھ اندھیرا باقی تھا کہ عبدالرحمٰن بن عیینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو کافروں کے مجمع کے ساتھ لوٹ لیا اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ اور اپنے گھوڑے سوار ساتھیوں سمیت ان اونٹوں کو ہانک کر لے گیا۔ میں نے کہا "اے رباح! تم اس گھوڑے پر بیٹھ جاؤ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو یہ گھوڑا جا کر دے دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو کہ ان کے اونٹوں کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ میں نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کیا اور تین مرتبہ زور سے یہ آواز لگائی "یا صباحاہ" (اے لوگو! دشمن نے لوٹ لیا ہے، مدد کے لئے آؤ) پھر میں اپنی تلوار اور تیر لے کر ان کافروں کا پیچھا

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبيل الله تعالیٰ، رقم: ۲۱۴۰، المعجم الكبير، رقم: ۵۴۸۹ (۵/۳۵۴)، جامع الأصول من أحاديث الرسول، رقم: ۶۱۵۸، دلائل النبوة للبيهقي، رقم: ۱۸۸۳ (۵/۱۹۰)

Marfat.com

کرنے لگا۔ اور تیر چلا کر ان کے سواری کے جانوروں کو مارنے لگا اور مجھے ان پر تیر چلانے کا موقع اس وقت ملتا جب گھنے درخت آجاتے۔ جب کوئی سوار میری طرف واپس ہوتا تو میں کسی درخت کی آڑ میں بیٹھ جاتا اور تیر چلاتا۔ چنانچہ جو سوار بھی میری طرف واپس آیا میں نے اس کے جانور کو ضرور زخمی کیا۔ میں ان کو تیر مارتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا ہے:

أنــا ابــن الأكــوع

والـيــوم يــوم الـرضــع

''میں اکوع کا بیٹا سلمہ ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے''

پھر میں ان میں سے کسی ایک کے قریب ہو جاتا اور وہ سواری پر ہو جاتا تو میں اسے تیر مارتا۔ وہ تیر اس آدمی کو لگ جاتا اور میں اس کے کندھے کو تیر سے چھید دیتا اور میں اس سے کہتا:

خذها وأنا ابن الأكوع

والـيــوم يــوم الـرضــع

''اس تیر کو لے، میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دن کمینوں اور کنجوسوں کی ہلاکت کا دن ہے''

پھر میں درختوں کی اوٹ میں ہوتا تو میں تیروں سے ان کو بھون ڈالتا۔ جب کہیں تنگ گھاٹیاں آتیں تو میں پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر برساتا۔ میرا ان کے ساتھ یہی رویہ رہا۔ میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور رجزیہ اشعار پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے تمام اونٹ میں نے ان سے چھڑا لئے اور وہ اونٹ میرے پیچھے رہ گئے۔ پھر میں ان پر تیر چلاتا رہا یہاں تک کہ وہ تیس سے زیادہ برچھے اور تیس سے زیادہ چادریں چھوڑ گئے۔ اس طرح وہ اپنا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے تھے، مجھے ان سے جو چیز ملتی میں نشانی کے طور پر اس پر کوئی نہ کوئی پتھر رکھ دیتا۔ اور حضور ﷺ کے راستہ پر ان کو جمع کرتا جاتا۔ یہاں تک کہ جب دھوپ پھیل گئی یا چاشت کا وقت ہو گیا تو کافر اس وقت تنگ گھاٹی میں تھے کہ عیینہ بن بدر فزاری ان کافروں کی مدد کے لئے آدمی لے کر آیا۔ پھر میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان سے اونچا ہو گیا تو عیینہ نے کہا'' یہ

Marfat.com

آدمی کون دکھائی دے رہا ہے"

انہوں نے کہا "ہمیں ساری تکلیف اس نوعمر بچے کے ہاتھوں اٹھانی پڑی ہے، اس نے صبح سے اب تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا، اس نے ہماری ہر چیز لے لی ہے اور ہماری ہر چیز اپنے پیچھے رکھ آیا ہے"

عیینہ نے کہا "اگر اس کا یہ خیال نہ ہوتا کہ اس کے پیچھے کمک آ رہی ہے تو تمہارا پیچھا چھوڑ جاتا تم میں سے کچھ آدمی اس کے پاس جائیں"

چنانچہ چار آدمی کھڑے ہوئے اور پہاڑ پر چڑھنے لگے، جب وہ اتنے قریب آ گئے کہ میری آواز ان تک پہنچ سکتی تھی تو میں نے ان سے کہا "کیا تم مجھے جانتے ہو؟"

انہوں نے کہا "تم کون ہو؟"

میں نے کہا "میں ابن الاکوع ہوں، اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو عزت عطا فرمائی! تم میں سے کوئی بھی مجھے بھاگ کر نہیں پکڑ سکتا اور میں بھاگوں تو تم میں سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا"

ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میرا یہی گمان ہے۔

میں اپنی جگہ یونہی بیٹھا رہا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے سوار درختوں کے بیچ میں سے چلے آ رہے ہیں اور ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے، ان کے پیچھے حضور ﷺ کے شہسوار حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ چاروں مشرک پشت پھیر کر بھاگ گئے اور میں نے پہاڑ سے نیچے اتر کر حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور میں نے ان سے کہا "ان لوگوں سے بچ کر رہو، مجھے خطرہ ہے کہ یہ تمہارے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس لئے ذرا انتظار کر لو، یہاں تک کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ آ جائیں"

حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے کہا "اے سلمہ! اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور تمہیں یقین ہے کہ جنت حق ہے اور دوزخ کی آگ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان رکاوٹ نہ بنو"

Marfat.com

میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی اور وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ پر حملہ آور ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے مڑ کر حملہ کیا، دونوں نے ایک دوسرے کو نیزے مارے، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تو عبدالرحمٰن نے گھوڑے سے گرتے ہوئے حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر جا بیٹھا۔ اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ نیزے کے دو دو ہاتھ کئے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا اور حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اس سے لے کر خود اس پر بیٹھ گئے۔ پھر میں ان مشرکوں کے پیچھے دوڑنے لگا، دوڑتے دوڑتے اتنا آگے نکل گیا کہ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چلنے سے اڑنے والا گردوغبار مجھے نظر نہیں آرہا تھا اور وہ لوگ سورج ڈوبنے سے پہلے ایک گھاٹی میں داخل ہوئے جس میں پانی تھا۔ اس پانی کو ''ذوقرد'' کہا جاتا تھا۔ ان مشرکوں نے اس چشمے سے پانی پینا چاہا کہ اتنے میں انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس لئے وہ پانی کو چھوڑ کر ''ذوبئر'' نامی گھاٹی پر چڑھ گئے اور سورج ڈوب گیا۔ میں ایک آدمی کے قریب پہنچ گیا اور اس کو میں نے تیر مارا اور ساتھ یہ رجزیہ شعر پڑھا:

خذها و أنا ابن الأكوع

واليوم يوم الرضع

''اس تیر کو لے، میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دن کمینوں اور کنجوسوں کی ہلاکت کا دن ہے''

اس پر اس آدمی نے کہا ''ہائے، اکوع کی ماں اپنے بچے کو گم کرے''

میں نے کہا ''ہاں اور اپنی جان کے دشمن!'' یہ وہی آدمی تھا جسے میں نے صبح تیر مارا تھا اور اب اسے ہی دوسرا مارا تھا اور دونوں تیر اس میں پیوست ہو گئے تھے۔ اسی دوران ان مشرکوں نے دو گھوڑے پیچھے چھوڑ دیئے۔ میں ان دونوں کو ہانکتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ اس وقت ''ذوقرد'' چشمے پر تشریف فرما تھے، جہاں سے میں نے ان مشرکوں کو بھگایا

Marfat.com

تھا۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ پانچ سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور جو اونٹ میں چھوڑ گیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک کو ذبح کر کے اس کی کلیجی اور کوہان حضور ﷺ کے لئے بھون رہے تھے۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سو آدمی چن کر لے جاؤں اور جا کر رات کے اندھیرے میں ان کافروں پر حملہ کر دوں، اس طرح وہ سب ختم ہو جائیں گے اور ان کی خبر دینے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اے سلمہ! کیا تم ایسا کر گزرو گے؟"

میں نے کہا "جی ہاں، حضور ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی ہے"

اس پر آپ اتنے زور سے ہنسے کہ آگ کی روشنی میں آپ کے دانت مبارک مجھے نظر آنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا "اس وقت تو کافروں کی قبیلہ بنو غطفان کے علاقے میں مہمانی تیار کی جارہی ہے۔ چنانچہ غطفان کے آدمی نے آکر بتایا کہ ان کا فلاں غطفانی آدمی پر گذر ہوا۔ اس نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا لیکن جب وہ لوگ اس کی کھال اتار رہے تھے تو انہوں نے غبار اڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس اونٹ کو اسی حال میں چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گئے۔ اگلے دن صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے سواروں میں سب سے بہترین ابوقتادہ اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہترین حضرت سلمہ ہیں"

چنانچہ حضور ﷺ نے مجھے مال غنیمت میں سے سوار کا حصہ بھی دیا اور پیدل چلنے والے کا بھی اور مدینہ واپس جاتے ہوئے حضور ﷺ نے مجھے عضباء اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب ہمارے اور مدینہ کے درمیان اتنا فاصلہ رہ گیا، جو سورج نکلنے سے لے کر چاشت تک وقت میں طے ہو سکے۔ تو انصار کے ایک تیز دوڑنے والے ساتھ جن سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ انہوں نے دوڑنے کے مقابلہ کی دعوت دی اور بلند آواز سے کہا "ہے کوئی دوڑ میں مقابلہ کرنے والا؟ ہے کوئی جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے؟"

اور یہ اعلان انہوں نے کئی بار کیا، میں حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس

Marfat.com

آدمی سے کہا ''کیا تم کسی کریم آدمی کا اکرام نہیں کرتے ہو؟ کیا تم کسی شریف آدمی سے نہیں ڈرتے ہو''

اس آدمی نے کہا ''رسول اللہ ﷺ کے علاوہ نہ میں کسی کا اکرام کرتا ہوں اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں'' میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے اجازت دیں، میں اس آدمی سے دوڑ میں مقابل کرتا ہوں''

آپ نے فرمایا ''اگر تم چاہتے ہو تو ٹھیک ہے''

میں نے اس آدمی سے کہا ''میں تمہارے مقابلہ کے لئے آرہا ہوں''

وہ آدمی کود کر اپنی سوار سے نیچے آگیا۔ میں نے بھی پاؤں موڑ کر اونٹنی سے نیچے چھلانگ لگادی۔ اور ہم دونوں نے دوڑنا شروع کردیا، شروع میں ایک دو دوڑوں تک میں نے اپنے آپ کو روکے رکھا یعنی زیادہ تیز نہیں دوڑا، جس سے وہ مجھ سے آگے نکلتا جارہا تھا، پھر میں تیزی سے دوڑا اور اس تک جا پہنچا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان میں نے اپنے دونوں ہاتھ مارے اور میں نے اس سے کہا ''اللہ کی قسم! میں تم سے آگے نکل گیا ہوں'' اس پر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا اب میرا یہی خیال ہے۔ پھر ہم دونوں دوڑتے رہے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔(۱)

غزوۂ خندق میں حضور ﷺ کی مسکراہٹ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جا کر قریش کی خبر لاؤں۔ میں نے عرض کیا ''مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں پکڑا نہ جاؤں''

آپ ﷺ نے مجھے حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إنك لن تؤسر))

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة ذى قرد وغيرها، رقم: ٣٣٧٢، مسند أحمد، أول مسند المدنيين أجمعين، رقم: ١٥٩٤٢، البداية والنهاية (٤/ ١٥٢)

Marfat.com

''تم ہرگز گرفتار نہیں کئے جاؤ گے''

پھر میں نے بھوک کی شکایت کی تو آپ ﷺ اس پر مسکرا دیئے، پھر آپ ﷺ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی:

((اللھم احفظه من بین یدیه ومن خلفه وعن یمینه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته))

''اے اللہ! حذیفہ کے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے سے اس کی حفاظت فرما''

آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے میرا تمام خوف دور ہو گیا اور نہایت شاداں اور فرحان روانہ ہوا۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے حذیفہ! کوئی نئی بات نہ کرنا''

میں کفار کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز نہ ٹھہرتی تھی اور تاریکی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا ''اے گروہِ قریش! یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں، ہمارے جانور ہلاک ہو گئے، بنوقریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور اس ہوا نے ہم کو سراسیمہ اور پریشان بنا دیا، چلنا پھرنا اور بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو'' یہ کہہ کر ابوسفیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس کو تیر سے مار ڈالوں لیکن آپ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ! کوئی نئی بات نہ کرنا۔ اس لئے میں واپس آ گیا۔(۱)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر ایک مسلمان دیہاتی اور ایک انصاری آدمی کی لڑائی ہوگئی اور اس میں دیہاتی نے اس انصاری آدمی کا سر پھاڑ دیا۔ اس

(۱) دلائل النبوة للبیهقي، رقم: ۱۲۹۲ (۳/ ۴۸۲)، سیرة المصطفی (۲/ ۳۲۲)

Marfat.com

انصاری آدمی کا منافقین کے سرغنہ عبد اللہ بن ابی سے تعلق تھا۔ اس واقعہ کے بعد عبد اللہ بن ابی نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ جب تک یہ دیہاتی لوگ حضور ﷺ کے پاس موجود ہیں ہم میں سے کوئی ان کے پاس نہ جائے۔

میں نے یہ بات سن لی اور جا کر اپنے چچا کو بتائی، میرے چچا نے یہ بات حضور ﷺ کو بتا دی۔ حضور ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو بلا کر اس سے پوچھا تو وہ صاف انکار کر گیا اور قسم کھالی کہ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ حضور ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو سچا قرار دے دیا اور مجھے جھوٹا سمجھا۔ میرے چچا نے مجھے آ کر بتایا کہ حضور ﷺ اور مسلمانوں نے تمہیں جھوٹا سمجھ لیا ہے۔ اس بات کا مجھے اتنا دکھ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی کسی بات کا اتنا دکھ نہیں ہوا تھا۔

ایک سفر میں، میں پریشانی کے عالم میں سر جھکائے جا رہا تھا، اس دوران نبی پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میرے کان کو پکڑا اور میرے سامنے مسکرا دیئے۔ حضور ﷺ کی یہ مسکراہٹ میرے لیے اتنی محبوب تھی کہ جتنی خوشی مجھے اس سے ہوئی اگر ساری جنت بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

کچھ دیر بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری طرف آئے اور میرا کان پکڑا اور مجھ سے پوچھا ''حضور ﷺ نے تمہیں کیا کہا تھا؟'' میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے کہا تو کچھ نہیں البتہ میرا کان پکڑ کر کھینچا اور میرے چہرے کے سامنے آپ مسکرائے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تمہیں مبارک ہو''

پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے طرف آئے اور مجھ سے وہی بات فرمائی اور جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ (۱)

درحقیقت اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقین کو نازل فرمایا جس نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور منافقین کی حقیقت واضح فرمائی۔ سورۃ منافقین کی مندرجہ ذیل آیات میں منافقین کی اس بات کو آشکارا کیا گیا جس کی خبر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دی تھی:

(۱) سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ومن سورۃ المنافقین، رقم: ۳۲۳۵

Marfat.com

﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِن رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾(۱)

''یہی تو ہیں جو کہتے ہیں کہ جولوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ یہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے، حالانکہ آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے ہیں، لیکن منافقین لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ: ''اگر ہم مدینہ کو لوٹ کر جائیں گے تو جو عزت والا ہے، وہ وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا'' حالانکہ عزت تو اللہ ہی کو حاصل ہے، اور اس کے رسول کو، اور ایمان والوں کو، لیکن منافق لوگ نہیں جانتے''

﴿چربی کا مشکیزہ﴾

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوۂ خیبر میں مجھے چربی کا ایک مشکیزہ ملا، میں اسے چمٹ گیا اور میں نے کہا ''میں یہ کسی کو نہیں دوں گا'' یہ کہہ کر میں نبی پاک ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔(۲)

﴿غزوۂ بدر میں فتح کی بشارت﴾

غزوۂ بدر میں فتح کے بعد نبی پاک ﷺ نے اس فتح مبین کی بشارت اور خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے۔ اہلِ عالیہ کی طرف سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہلِ سافلہ کی طرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

(۱) المنافقون:۸.۷

(۲) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب جواز الأكل من طعام الغنيمة فی دار الحرب، رقم: ۳۳۲۰

Marfat.com

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضور ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ آئے تھے۔ اس لئے حضرت عثمان حکمی طور پر اصحابِ بدر میں شمار کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید مصلی پر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں ''مارا گیا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعۃ بن الأسود، ابوالبختری بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج''

میں نے کہا ''اے ابا جان! کیا یہ خبر سچ ہے؟''

انہوں نے فرمایا ''ہاں خدا کی قسم! بالکل سچ ہے''

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اور اسیرانِ بدر کا قافلہ آپ کے ہمراہ تھا۔ مالِ غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔

جب آپ مقام روحاء میں پہنچے تو آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ کو آپ کے اصحاب کو اس فتح مبین کی مبارک باد دی۔ اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''کس چیز کی مبارک باد دیتے ہو، خدا کی قسم! بڑھیوں سے پالا پڑا، رسّی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا'' یعنی ہم نے کوئی بڑا کام کیا ہی نہیں، جس پر ہم مبارک باد کے مستحق ہوں''

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ''یہی تو مکہ کے سادات اور اشراف تھے''(۱)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک خنجر بنایا جو

(۱) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (۲/ ۴۷۲)، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (۴/ ۶۴)، الروض الأنف (۳/ ۹۲)، الرحیق المختوم (۱/ ۱۹۲)، تاریخ الطبری (۲/ ۱۵۷)، سیرۃ المصطفی للکاندھلوی (۲/ ۱۰۴۔۱۰۵)

Marfat.com

غزوۂ حنین میں ان کے پاس تھا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! یہ دیکھیں، ام سلیم کے پاس خنجر ہے''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا ''اے ام سلیم! یہ خنجر کیسا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میں نے یہ خنجر بنایا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے پاس آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی'' ان کی یہ بات سن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔(۱)

☆☆☆

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم: ٣٣٨٤، سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في السلب يعطى القاتل، رقم: ٢٣٤٣، مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، رقم: ١١٦٦٥

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

صحابیات اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

صحابیات، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بچوں کی باتوں پر نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ کا مقابلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھی ابھی میں نوعمر تھی، بدن بھاری نہیں ہوا تھا اور موٹاپا طاری نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا، آگے بڑھ جاؤ، لوگ آگے بڑھ گئے۔ پھر مجھ سے فرمایا آؤ دوڑ کا مقابلہ کریں۔ میں آپ کے ساتھ دوڑی اور آپ سے آگے نکل گئی۔ آپ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب میں فربہ ہوگئی۔ بدن بھاری ہوگیا اور میں اس واقعہ کو بھول گئی تو ایک مرتبہ پھر آپ کے ساتھ سفر میں نکلی۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: آگے بڑھ جاؤ۔ لوگ آگے بڑھ گئے تو مجھ سے فرمایا: آؤ دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ میں نے دوڑ کا مقابلہ کیا تو آپ مجھ سے آگے بڑھ گئے۔ آپ ہنسنے لگے اور کہنے لگے یہ پہلی جیت کا بدلہ ہے'' (اب معاملہ برابر ہوگیا) (۱)

شیشے کے آبگینے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سفر میں چل رہے تھے۔ ایک حدی خواں (حدی ان اشعار کو کہا جاتا ہے جنہیں پڑھنے سے اونٹ اور تیز چلنے لگتے ہیں) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے اونٹوں کو حدی پڑھ کر آگے سے چلا رہا تھا اور یہ ازواج مطہرات حضور ﷺ سے آگے جا رہی تھیں حضور ﷺ نے (حدی خوان کو) فرمایا

---

(۱) مسند أحمد بن حنبل (٦/ ٢٦٤)

Marfat.com

اے انجشہ ! تیرا بھلا ہو۔ان کانچ کی شیشیوں کے ساتھ نرمی کرو (اونٹوں کو زیادہ تیز نہ چلاؤ)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض بیویوں کے پاس آئے ان ازواج مطہرات کے ساتھ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضور ﷺ نے فرمایا اے انجشہ ! ان شیشیوں کو آہستہ لے کر چلو (اونٹ زیادہ حدی سن کر مستی میں آگئے تو یہ عورتیں گر جائیں گی یا حدی کے اشعار سے ان کے دل چکنا چور ہو جائیں گے) حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے ایسی بات ارشاد فرمائی ہے اگر تم میں سے کوئی یہ بات کہتا تو تم اسے عیب کی بات سمجھتے اور وہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان شیشیوں کو آہستہ لے کر چلو۔(۱)

﴿دنیا کی بوڑھی، جنت کی جوان﴾

ایک بڑھیا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے جنت نصیب کرے۔آپ ﷺ نے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا:
"اے ام فلاں، جنت میں بڑھیا نہیں جاتی" وہ بڑھیا روتی پیٹتی واپس ہوئی۔
آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بتلادو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی (یعنی جوان ہو کر جنت میں جائے گی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ٥ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (۲)

"ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے"(۳)

﴿"میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آیتِ تخییر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ

(۱) مسند أحمد بن حنبل بن حنبل (۳/۱۷۲)
(۲) الواقعة:۳۵-۳۶
(۳) الشمائل للترمذي، ص:۲٤۱

Marfat.com

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ پیش کرنے لگے ہو اتم اپنے والدین حضرت ابو بکر اور حضرت ام رومان سے مشورہ کئے بغیر اس بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرنا''

میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا بات پیش آئی ہے؟''

آپ نے فرمایا ''اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ٥ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾(۱)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو کہ: ''اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں کچھ تحفے دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کی طلب گار ہو تو یقین جانو اللہ نے تم میں سے نیک خواتین کے لئے شاندار انعام تیار کر رکھا ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت سن کر میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ کو، اللہ کے رسول ﷺ کو اور آخرت کے گھر کو ترجیح دیتی ہوں اور اس بارے میں، میں اپنے والدین حضرت ابو بکر اور حضرت ام رومان سے مشورہ بھی نہیں کروں گی''

میرا یہ فیصلہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور پھر باقی حجروں میں موجود ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ان سے یہ فرماتے کہ عائشہ نے یوں یوں کہا ہے تمہاری کیا رائے ہے، ان سب نے کہا کہ جو عائشہ نے کہا ہے ہماری بھی وہی رائے ہے۔(۲)

---

(۱) الأحزاب:۲۸۔۲۹

(۲) سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة الأحزاب، رقم: ۳۱۲۸، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۲۳۳۴۷

Marfat.com

یہ مجھ سے خرچہ مانگتی ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگ نبی پاک ﷺ کے دروازے پر موجود تھے اور نبی پاک ﷺ گھر مین تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، لیکن اجازت نہ ملی، پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ کچھ دیر بعد صرف ان دونوں حضرات کو اجازت مل گئی تو وہ اندر چلے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی پاک ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے ارد گرد آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی ہیں۔ آپ ﷺ کچھ ناراضگی کے عالم میں خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کا دل بہلانے کے لئے بات شروع کی اور عرض کیا کہ میری بیوی جب مجھ سے خرچہ مانگتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسے مار ڈالوں۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کے آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو میرے ارد گرد بیٹھی ہیں یہ بھی مجھ سے خرچہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے تاکہ انہیں اس بات پر تنبیہ کریں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز کیوں مانگتی ہیں جو آپ کے پاس موجود نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو روک دیا۔ پھر اس کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ آج کے بعد ہم کبھی حضور ﷺ سے خرچہ کا سوال نہیں کریں گی۔(۱)

دو پروں والا گھوڑا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو ہوا سے میرے گھر کا پردہ اڑا، اندر میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب أن تخییر امرأته لا یکون طلاق، رقم: ۲۷۰۳،
مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۳۹۹۱

Marfat.com

کھیل رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''یہ کون ہیں؟''

میں نے کہا ''میری سہیلیاں ہیں''

آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک چھوٹا سا گھوڑا دیکھا جس پر چمڑے کے دو پر تھے۔آپ نے پوچھا ''یہ ان کے درمیان کیا ہے؟''

میں نے کہا ''یہ گھوڑا ہے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''اس کے اوپر یہ کیا چیز ہے؟''

میں نے کہا ''یہ اس کے پر ہیں''

حضور ﷺ نے فرمایا ''گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں کیا!!!''

میں نے عرض کیا ''کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پروں والے گھوڑے ہوا کرتے تھے!!!''

میرا یہ جواب سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔(۱)

تمہیں دیکھ کر شیطان بھی اپنا راستہ بدل لیتا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ قریشی عورتیں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں باتیں کرتی ہی چلی جارہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ درِ دولت پر حاضر ہوئے اور باریابی کی اجازت چاہی۔ وہ عورتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر جلدی سے اٹھیں اور پردے میں چلے گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاضری کی اجازت ملی جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی ہنسی کو سلامت رکھے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''مجھے ان عورتوں پر تعجب گذرا، یہ میرے پاس بیٹھی تھیں جونہی

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في اللعب بالبنات، رقم: ٤٢٨٤

Marfat.com

انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے دوڑ گئیں“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”یارسول اللہ! آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟“

وہ عورتیں بولیں ”ہاں، کیونکہ تم سخت مزاج اور غصے والے ہو جبکہ نبی پاک ﷺ ایسے نہیں“

پھر نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے عمر بن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہیں دیکھ کر تو شیطان بھی اپنا راستہ بدل لیتا ہے“(۱)

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ”رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دی تھیں، پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کی لیکن ان کے پاس کپڑے کی جھالر کے سوا کچھ نہیں“ اس سے ان کے نامرد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا ”شاید تم دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہو، لیکن یہ اس وقت تک درست نہیں جب تک وہ تمہارا شہد نہ چکھ لے اور جب تک تم اس کا شہد نہ چکھ لو“

یعنی جب تک حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر تمہارے ساتھ ہم بستری نہ کرلیں اس وقت

(۱) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی، رقم: ۳۴۰۷، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۴۹۶، صحیح ابن حبان (۳۱۶/۱۵)

Marfat.com

تک تم پہلے خاوند حضرت رفاعہ کے لئے حلال نہیں ہو سکتیں۔(۱)

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ پہلو کے بل لیٹے استراحت فرما رہے تھے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اٹھیں اور نبی پاک ﷺ کے پسینہ کو روئی کے ذریعے نچوڑ کر شیشی میں بھرنے لگی۔ نبی پاک ﷺ بیدار ہوئے اور پوچھا ''اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟''

انہوں نے عرض کیا ''میں آپ کے پسینہ کو اپنی خوشبو میں ڈالوں گی''

ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۲)

مسند احمد بن حنبل کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''وهو من أطيب الطيب''

''آپ کے پسینہ کی خوشبو تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے''(۳)

وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے!

جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس تشریف لائے تو نبی پاک ﷺ

(۱) سنن النسائی، کتاب النکاح، باب النکاح الذی تحل به المطلقة ثلاثا لمطلقها، رقم: ۳۲۳۱، صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب شهادة المختبی، رقم: ۲٤٤٥، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی تنکح زوجا غیره، رقم: ۲۵۸۷، سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب ماجاء فیمن یطلق امرأته ثلاثا فیتزوجها آخر، رقم: ۱۰۳۷

(۲) سنن النسائی، کتاب الزینة، باب ماجاء الأنطاع، رقم: ۵۲۷٦، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی والتبرک به، رقم: ٤۳۰۲، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۱۹٤۷

(۳) مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۱۹٤۷

Marfat.com

نے ان سے فرمایا کہ سرزمین حبشہ کی کوئی عجیب ترین بات جو وہاں پیش آئی ہو وہ مجھے بتاؤ۔
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''ایک مرتبہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے سر پر کھانے کی ٹوکری اٹھائے جارہی تھی، اتنے میں ایک گھر سوار آیا اور تیر مار کر اس کی ٹوکری کو گرا دیا۔ وہ عورت بیٹھ کر اپنا کھانا ٹوکری میں ڈالنے لگی اور ساتھ ساتھ یہ کہتی جاتی تھی کہ اس دن سے ڈر جب بادشاہ اپنی کرسی رکھے گا اور مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلائے گا''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا:

''وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جو اپنے طاقتور کے خلاف اپنے کمزور کی مدد نہ کرسکے''(۱)

واقعۂ افک

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی المصطلق میں جس کو غزوۂ مریسیع بھی کہا جاتا ہے سن ۲ ہجری میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر ان کا ہودج (پردہ دار شغدف) ہوتا تھا اور چونکہ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے تو معمول یہ تھا کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں سوار ہو جاتیں پھر لوگ اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ غزوۂ سے فراغت اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی میں ایک روز یہ قصہ پیش آیا کہ ایک منزل میں قافلہ ٹھہرا آخر شب میں کوچ سے پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔

حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء حاجت کی ضرورت تھی اس سے فراغت کے لئے

(۱) السنن الكبرى للبيهقي (٦ / ٩٥)، شعب الإيمان، رقم: ٧٥٤٨ (٦ / ٨١)

Marfat.com

جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی۔

جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھ کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے ان کے اونٹ کا قصہ یہ ہوا کہ جب کوچ ہونے لگا تو عادت کے مطابق حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں اٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ اس وقت حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم اور بدن نحیف تھا کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جگہ واپس آ کر قافلہ کو نہ پایا تو بڑی دانشمندی اور وقار واستقلال سے کام لیا کہ قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور رفقاء کو یہ معلوم ہوگا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے، اگر میں ادھر اُدھر کہیں اور گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی اس لئے اپنی جگہ پر چادر میں لپٹ کر بیٹھی رہیں۔ آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔

دوسری طرف قدرت نے یہ سامان کیا کہ حضرت صفوان بن معطل صحابی رضی اللہ عنہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے، ابھی روشنی پوری نہ تھی اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا، یہ کلمہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کان میں پڑا تو آنکھ کھل گئی اور چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اس کو ایک بات ہاتھ

Marfat.com

لگ گئی اور کم بخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ جیسے حضرت حسان و حضرت مسطح رضی اللہ عنہم مردوں میں سے اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے۔

جب اس منافق کے بہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ ﷺ کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو انتہائی صدمہ پہنچنا ظاہری ہے عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج و افسوس ہوا۔ ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور بہتان باندھنے یا اس میں شریک ہونے والوں کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل فرمائیں۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے ابوبکر! تمہیں مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیٹی کی براءت کا فیصلہ نازل فرمایا دیا ہے'' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہونے والی آیات بھی انہیں سنائیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی سے یہ خبر سنانے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ جب انہیں یہ خوشخبری سنائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''اس پر میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں لیکن آپ کے حضرت کا شکریہ ادا نہیں کرتی جن کے پاس سے آپ آرہے ہیں''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ بھی میرے پاس تشریف لائے اور میرے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے مارا کہ تو اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے چھڑواتی ہے۔ اس پر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ (۱)

واقعہ افک کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں درج ذیل اشعار کہے، جن میں ان سے معذرت کی اور اپنی غلطی کو تسلیم کیا ہے:

(۱) المعجم الکبیر (۲۳/ ۱۱۸)

Marfat.com

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِن لحومِ الغوَافِلِ
حَلِيلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِيناً وَمَنصِباً نَبِيِّ الْهُدى والمَكْرُماتِ الفَوَاضِلِ
عَقِيلَةُ حَيٍّ مِن لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ المَسَاعِي مَجْدُها غيرُ زائِلِ
مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللّٰهُ خِيمَها وَطَهَّرَها مِن كلِّ سُوءٍ وباطِلِ
فَإن كنتُ قد قلتُ الذي قد زَعمتُمُ فَلا رَفَعَتْ سَوْطي اِلَيَّ أنامِلي
وإنّ الذي قد قِيلَ لَيسَ بلائطٍ بها الدَّهرَ بل قولُ امرِيءٍ بِيَ ماحلِ
فكَيفَ وَوُدّي ما حَيِيتُ ونُصرَتي لآلِ نَبيِّ اللّٰهِ زَيْنِ المَحَافِلِ
لَهُ رُتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كلِّهم تَقَاصَرُ عَنْهُ سَورَةُ المُتَطاوِلِ
رأيتُكِ وليَغفِرْ لكِ اللّٰهُ حُرَّةً مِنَ المُحصَناتِ غيرَ ذاتِ غوائِلِ

''وہ پاکدامن ہیں، سنجیدہ اور باوقار ہیں، مشتبہ نہیں ہیں، پاکدامن لوگوں کی عزتیں ان سے محفوظ ہیں، دین ومنصب کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین ہستی کی زوجہ محترمہ ہیں، ہدایت اور بہترین مراتب والے نبی کی اہلیہ ہیں۔ لؤی بن غالب کے ایک قبیلہ کی معزز خاتون ہیں، بزرگی وبرتری والے افعال سرانجام دیتی ہیں اور ان کی رفعت شان کبھی ختم نہ ہوگی۔ اعلیٰ اخلاق ان کی فطرت میں داخل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت کو پاکیزہ بنایا ہے اور انہیں ہر بری اور نامناسب بات سے پاک کیا ہے۔ اگر میں آئندہ وہ بات کہوں جس کا لوگ میرے بارے میں گمان کرتے ہیں تو میرے ہاتھ شل ہوجائیں یا میں ہلاک ہوجاؤں۔ جو بات کہی گئی ہے وہ ایک بے بنیاد اور جھوٹی بات ہے، بلکہ ایک ایسے شخص کی بات ہے جو چغل خوریاں کرتا ہے اور فساد مچاتا ہے۔ میں اس بات کا عقیدہ کیسے رکھ سکتا ہوں حالانکہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک زندہ ہوں میری محبت اور نصرت مجلسوں کو زینت بخشنے والے حضرت محمد ﷺ کی آل کے لئے خاص رہے گی۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے اعلیٰ مرتبے والے ہیں اور ان درجات کو حاصل کرچکے ہیں کہ بھرپور

Marfat.com

کوشش کرنے والا بھی انہیں پا نہیں سکتا۔ اے عائشہ صدیقہ! اللہ آپ کے مغفرت فرمائے! میں آپ کو شریف اور پاکدامن عورت سمجھتا ہوں، آپ کا بری عورتوں سے ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔"(۱)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہادری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک خنجر بنایا جو غزوۂ حنین میں ان کے پاس تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ دیکھیں، ام سلیم کے پاس خنجر ہے"

نبی پاک ﷺ نے ان سے پوچھا "اے ام سلیم! یہ خنجر کیسا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! میں نے یہ خنجر بنایا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے پاس آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی" ان کی یہ بات سن نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی بے تکلفی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک خاص قسم کا حلوہ تیار کیا اور اسے لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ اپنی زوجہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ میں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا "تم بھی کھاؤ" انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا "اگر تم نہیں کھاؤ گی تو میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی" ان کا انکار بدستور جاری رہا تو میں نے وہ حلوہ ان کے چہرے پر مل دیا۔ ہماری اس بے تکلفی کو دیکھ کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے اس میں سے کچھ حلوہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو دیا اور فرمایا "اب تم بھی ان کے چہرے پر اسے مل دو" یہ فرما کر نبی پاک ﷺ

---

(۱) دیوان حسان بن ثابت رضی الله عنه، ص:۴۰۸

(۲) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم:۴۷۸۴، ۳۳۸۴، سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السلب یعطی القاتل، رقم:۲۳۴۳، مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، رقم:۱۱۶۶۵

Marfat.com

مسکرا دیے۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی بے تکلفی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت آپ کے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں بھی سر کے درد کا شکار تھی۔ میں نے کہا
''ہائے میرا سر تو پھٹا جا رہا ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، واللہ! اے عائشہ! میرے سر میں شدید درد ہے''
پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تمہارا انتقال مجھ سے پہلے ہوگیا تو میں تمہارے سارے معاملات نمٹاؤں گا، تمہاری نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا اور تمہیں دفن کردوں گا'' آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا ''میرا تو خیال ہے کہ آپ میرے کمرے میں اپنی کسی دوسری زوجہ کے ساتھ مشغول ہو جائیں گے''

یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیے۔(۲)

''انجشہ! ان آبگینوں سے نرمی برتو''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ ایک سفر پر تھے، اس موقع پر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی آپ کے ساتھ تھیں (اس سفر میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں) خواتین کی سواری کو آپ ﷺ کے ایک حبشی غلام حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ ہانک رہے تھے۔ اس دوران حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ زور سے حدی پڑھ رہے تھے، جس کی وجہ سے اونٹ بہت تیز تیز بھاگنے لگے۔ یہ دیکھ کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا ''اے انجشہ! ان آبگینوں سے نرمی برتو''(۳)

---

(۱) مسند أبی یعلی (۷/۴۴۹)

(۲) البدایة والنهایة (۰/۲۲۵)

(۳) مسند أحمد، مسند أنس بن مالك، رقم: ۱۲۳۰۰

Marfat.com

﴿برا آدمی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اس کی آواز سن کر فرمایا ''یہ اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے''

جب وہ اندر آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے گفتگو فرمائی۔

جب وہ آدمی چلا گیا تو میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ نے تو اس آدمی کے بارے میں فلاں فلاں بات فرمائی تھی، پھر آپ اس کے ساتھ مسکرا کر باتیں بھی فرماتے رہے!!!''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بدترین شخص وہ ہے جس کے شر کی وجہ سے لوگ اس سے ڈریں اور اس کا اکرام کریں'' (۱)

﴿ایک ماں کی اپنے بیٹے سے عجیب محبت﴾

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میرے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا، میرا دل اس کے وصال کی وجہ سے انتہائی دکھ کا شکار تھا، میں نے اپنے بیٹے غسل دینے والا شخص سے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل مت دینا کیونکہ اس سے تو یہ مر جائے گا''

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کی بات آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ یہ بات سن کر مسکرائے اور ان کی خواہش کے مطابق پانی کو گرم کر کے غسل دینے کا حکم فرمایا۔ (۲)

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لم یکن النبی فاحشا ولا متفحشا، رقم: ۵۵۷۲، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب مدارة من یتقی فحشه، رقم: ٤٦٩٣

(۲) سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب غسل المیت بالحمیم، رقم: ۱۸۵۹، مسند أحمد، رقم: ۲۵۷۵۹

Marfat.com

”تم دونوں اس کے بدلہ ایک روزہ رکھو“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نفلی روزہ تھا۔اس دن کہیں سے کچھ کھانا آیا، ہمیں شدید بھوک لگی تھی، جو کھانا دیکھ کر ہماری برداشت سے باہر ہوگئی، لہٰذا ہم نے وہ کھانا کھالیا۔

جب نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ نبی پاک ﷺ سے عرض کیا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرادیے اور فرمایا ”تم دونوں اس کے بدلہ ایک روزہ رکھو“(۱)

سمندری جہاد کا ذکر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، آپ ﷺ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے اور پھر مسکرا دیئے۔ام حرام رضی اللہ عنہا نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میری امت کے کچھ لوگ سبز سمندر میں جہاد کا سفر کریں گے، وہ لوگ ان بادشاہوں کی طرح ہوں گے جو اپنے تختوں پر براجمان ہوں“

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”یارسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے“

نبی پاک ﷺ نے دعا فرمائی ”اے اللہ! ام حرام کو بھی ان لوگوں میں شامل فرما جو سمندر میں جہاد کریں گے“

کچھ دیر پھر نبی پاک ﷺ مسکرائے، انہوں نے پھر مسکرانے کی وجہ پوچھی، نبی پاک ﷺ نے پھر وہی وجہ ارشاد فرمائی، انہوں نے پھر دعا کے لئے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”تم اس لشکر کے اولین میں تو ہوگی لیکن آخرین میں نہیں ہوگی“ یعنی جانے والوں میں

(۱) السنن الکبری للبیہقی (۲۸۰/۴)

Marfat.com

ہوگی لیکن واپس آنے والوں میں نہیں ہوگی۔

بعد ازاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری جہاد میں حصہ لیا، واپسی میں وہ اپنی سواری سے نیچے گر گئیں اور وہیں شہید ہوگئیں۔(۱)

حضور ﷺ کا نیند میں مسکرانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ آرام فرما رہے تھے، آپ نیند میں مسکرائے اور پھر بیدار ہوگئے۔ میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ کیوں مسکرائے تھے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے کچھ لوگ اس شخص کا پیچھا کرتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوں گے جس نے حرم میں پناہ لے رکھی ہوگی۔ لیکن جب ان کا لشکر مقام بیداء تک پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اسے زمین میں دھنسا دیں گے، ان لوگوں کے مقاصد اور منزلوں کے مختلف ہونے کے باوجود اس وقت تو ان سب لوگوں کو دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا''

میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اگر ان کے مقاصد مختلف ہوں گے تو انہیں قیامت کے دن ان کی نیتوں کے مطابق کیسے اٹھایا جائے گا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اس لشکر میں کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جو باقاعدہ طور پر حرم کی طرف چڑھائی کا مستحکم ارادہ رکھتے ہوں گے، کچھ ایسے ہوں گے جنہیں زبردستی اس لشکر میں شامل کیا گیا ہوگا اور کچھ مسافر ہوں گے جو راستہ میں اس لشکر کا حصہ بن جائیں گے، ان سب کی ہلاکت تو یکساں ہوگی لیکن قیامت کے دن ان سے ان کی نیت کے مطابق معاملہ کیا جائے گا''(۲)

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة المرأة في البحر، رقم: ٢٦٦٥، صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، رقم: ٣٥٣٥، سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد في البحر، رقم: ٣١٢٠

(۲) صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، رقم: ٥١٣٤، مسند أحمد، رقم: ٢٣٥٩٥

Marfat.com

سنن ابی داؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم میں پناہ لئے ہوئے شخص سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔(۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظالموں اور سرکشوں سے دور رہنا چاہئے اور ان کی ہم نشینی سے اجتناب برتنا چاہئے، تاکہ ان کو پہنچنے والے عذابِ الٰہی سے محفوظ رہا جاسکے''(۲)

﴿اسمِ اعظم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ الَّذِيْ إِذَا دُعِيْتَ بِهِ أَجَبْتَ وَإِذَا سُئِلْتَ بِهِ أَعْطَيْتَ وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ))

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے اس پاک، طیب اور بابرکت نام سے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، اس نام کے ذریعے جب تجھ سے دعا مانگی جائے تو تو دعا قبول کرتا ہے۔ جب اس کے ذریعے تجھ سے مانگا جائے تو تو عطا کرتا ہے۔ جب اس نام کے ذریعے تجھ سے رحم طلب کیا جائے تو، تو رحم فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعے تجھ سے کشادگی طلب کی جائے تو تو کشادگی عطا فرماتا ہے''

پھر ایک دن نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا ایک ایسا نام بتایا ہے کہ جس کے واسطے سے اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو اللہ

---

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب المهدی، باب، رقم:۳۷۳۸

(۲) شرح مسلم للنووی، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، رقم: ٥١٣٤

Marfat.com

تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتے ہیں؟''

میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ کا وہ نام مجھے بھی سکھا دیجئے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ! تمہارے لئے وہ نام سیکھنا مناسب نہیں ہے''

آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر میں پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی، پھر تھوڑی دیر بعد اٹھی اور میں نے آپ ﷺ کے سر مبارک کا بوسہ لیا، پھر میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ نام سکھا دیجئے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے لئے اسے سیکھنا مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ اس نام کے ذریعے دنیا کی کوئی چیز مانگنا درست نہیں''

پھر میں اٹھی اور جا کر وضو کیا، پھر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَأَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَأَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَأَدْعُوْكَ بِأَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ أَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ))

''اے اللہ! میں تجھے اللہ کے نام سے پکارتی ہوں، میں تجھے رحمٰن کے نام سے پکارتی ہوں، میں تجھے برّ اور رحیم کے نام سے پکارتی ہوں، میں تجھے تیرے ان سب اچھے ناموں سے پکارتی ہوں جو میرے علم میں ہیں یا میرے علم میں نہیں کہ تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما''

میری یہ دعا سن کر نبی پاک ﷺ خوب ہنسے اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا وہ بابرکت نام اس دعا میں موجود ہے جو تم نے ابھی مانگی ہے''(۱)

سمندری جہاد کا تذکرہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ اپنی ایک

---

(۱) سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب اسم الله الأعظم، رقم: ۳۸۵۹

Marfat.com

زوجہ مطہرہ کے گھر تشریف فرماتھے، اس دوران آپ ﷺ سو گئے اور سوتے ہوئے آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کی زوجہ مطہرہ نے نیند میں آپ کے مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے اپنی امت کے ان لوگوں پر مسرت ہوئی جو دشمن کے خلاف سمندر میں برسرِ پیکار ہوں گے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے"

پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے خیر کثیر کا ذکر فرمایا۔(۱)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابورافع رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ ابورافع نے مجھے مارا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیوں مارا ہے؟

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! اس نے مجھے تکلیف دی اس لئے میں نے اسے مارا"

حضور ﷺ نے ان کی بیوی سے پوچھا "تم نے اپنے شوہر کو کیا تکلیف دی ہے؟"

وہ بولیں "نماز میں ان کا وضو ٹوٹ گیا تھا، میں نے ان سے کہا "اے ابورافع! رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کیا کرے، میری اس بات کی وجہ سے انہوں نے مجھے مارا"

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور فرمایا "اے ابورافع! انہوں نے تمہیں اچھی بات ہی تو بتائی ہے، اس پر مارنے کی کیا ضرورت تھی"(۲)

لڑائی اور صلح کے شریک

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

(۱) مسند أحمد بن حنبل، بدايه مسند عبد الله بن العباس، رقم: ٢٥٨٧

(۲) مسند أحمد، باقي مسند الإنصار، رقم: ٢٥١٣٤

Marfat.com

حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز حضور ﷺ سے اونچی ہو رہی ہے انہوں نے اندر جا کر تھپڑ مارنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑا اور فرمایا تم اپنی آواز اللہ کے رسول سے اونچی کر رہی ہو؟ حضور ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو روکنے لگے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسی غصہ میں واپس چلے گئے۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا دیکھا میں نے تمہیں کیسے اس آدمی سے چھڑا لیا۔

چند دن کے بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی (اجازت ملنے پر اندر گئے) تو دیکھا کہ دونوں میں یعنی حضور ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا میں صلح ہو چکی ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''جیسے آپ دونوں نے اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا ایسے ہی اپنی صلح میں بھی مجھے شریک کر لیں''۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''ہم نے تمہیں شریک کر لیا تمہیں شریک کر لیا''(۱)

حضرت ہند رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام

عتبہ، ابوسفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ابو جہل ان کا سردار تھا لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابو جہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابوسفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے اس کی جگہ لی اور ابو جہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی، چنانچہ بدر کے بعد جس قدر معرکے پیش آئے، ابوسفیان سب میں پیش پیش تھے، غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا۔ اس موقعہ پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا۔ جس کے تخیل سے بھی

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب ماجاء في المزاح، رقم: ٤٣٤٧، مسند أحمد، رقم: ١٧٦٩٤

Marfat.com

جسم لرز اٹھتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچا تھے۔ انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا، ہند ان کی فکر میں تھیں، چنانچہ انہوں نے وحشی جو جبیر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگذاری کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے نیزہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔ خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا۔ ان کے ناک کان کاٹ لئے۔ ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں۔ لیکن گلے سے اتر نہ سکا، اس لئے اگل دینا پڑا (حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ہند کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں)

آنحضرت ﷺ کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند بھی آئیں، شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں، ہند بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے، بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں، نبی پاک ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے کہا ''تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا''

یہ سن کر حضرت ہند رضی اللہ عنہا کہنے لگیں ''یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا، لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے''

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''چوری نہ کرنا''

یہ سن کر حضرت ہند رضی اللہ عنہا کہنے لگیں ''میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا

Marfat.com

کرتی ہوں معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟"

ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور انہیں پہچان لیا۔ آپ نے انہیں بلا کر پوچھا "کیا آپ ہند ہیں؟" وہ کہنے لگیں "اللہ تعالیٰ نے ہمارے گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیا ہے" پھر آپ ﷺ نے عورتوں کو بیعت کرتے ہوئے فرمایا "زنا نہ کرنا"

یہ سن کر حضرت ہند رضی اللہ عنہا کہنے لگیں "کیا کوئی شریف عورت بھی زنا کرسکتی ہے؟"

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اولاد کو قتل نہ کرنا"

حضرت ہند رضی اللہ عنہا کہنے لگیں "ہم نے اپنے بچوں کو پالا تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں"

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا سے درگذر فرمایا (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا) اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں انہوں نے کہا یارسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا، لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہا مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند رضی اللہ عنہا نہ تھیں، ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔(۱)

حضور ﷺ کی بددعا کی حقیقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم بچی تھی، ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے اس بچی کو دیکھا تو اس سے فرمایا "تو بڑی نہ ہو اور تیری عمر نہ بڑے!"

وہ بچی یہ سن کر روتی ہوئی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا "اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے بددعا دی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے، اب تو میرے عمر کبھی نہیں بڑھے گی"

(۱) تفسیر ابن کثیر (۳۵۴/۴) سیر الصحابة (۱۸۲-۱۸۰/۸)

Marfat.com

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا آپ نے اس بچی کو بددعا دی ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا ''کیوں کیا ہوا؟''

انہوں نے عرض کیا ''اس کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کو بددعا دی ہے کہ اس کی عمر نہ بڑھے''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرادیئے اور فرمایا ''اے ام سلیم! کیا تم نہیں جانتیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ چونکہ میں ایک بشر ہوں اور انسانوں کی طرح مجھے لوگوں سے خوشی بھی ہوتی ہے اور لوگوں پر غصہ بھی آتا ہے۔ پس اگر غصہ کی حالت میں اپنی امت میں سے کسی کو کوئی بددعا دوں اور وہ اس کا اہل نہ ہوتو میرے بددعا کو اس کے لئے پاکی، طہارت اور قیامت کے دن ثواب کا ذریعہ بنادے'' (۱)

﴿رمضان میں عمرے کی فضیلت﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا ''مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کروادو''

اس کے خاوند نے جواب دیا ''میرے پاس ایسی کوئی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کروادوں''

وہ عورت کہنے لگی ''مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کراؤ''

اس کا شوہر بولا ''وہ تو میں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے رکھا ہے''

وہ کہنے لگی ''مجھے اپنے آب پاشی والے اونٹ کو بیچ کر حج کرادو''

آدمی نے جواب دیا ''اس بیچ دیا تو تمہیں اور مجھے بہت پریشانی ہوگی''

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب من لعنه النبی أو سبه أو دعا علیه ولیس هو أهلا، رقم: ۷۱۲۴

Marfat.com

وہ عورت کہنے لگی "تم اپنا پھل بیچ کر مجھے حج کرادو"

اس کا شوہر بولا "تمہاری اور میری زندگی کا دارومدار اسی پھل پر ہے، اگر اسے بیچ کر حج کرلیں گے تو زندگی کیسے گزاریں گے"

جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس عورت نے اپنے خاوند کو حضرت محمد ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کو میری طرف سے سلام کہو اور انہیں میری طرف سے رحمت کی دعا دو، اور آپ ﷺ کو یہ بھی بتاؤ کہ میں آپ کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہوں۔

وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! میری بیوی نے آپ کو سلام کہا ہے اور اس نے مجھ سے فرمائش کی کہ وہ آپ کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر بٹھا کر تمہیں حج کراسکوں۔ وہ کہنے لگی کہ مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کرادو۔ میں نے اسے بتایا کہ وہ تو میں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے رکھا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اپنا آب پاشی والا اونٹ بیچ کر مجھے حج کرادو۔ میں نے اسے کہا کہ اسے بیچ دیا تو تمہیں اور مجھے بہت پریشانی ہوگی۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اپنا پھل بیچ دو۔ میں نے کہا وہ تو میری اور تمہاری زندگی کے گذر و بسر کا ذریعہ ہے"

اس عورت کا شوقِ حج دیکھ کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر وہ صاحب کہنے لگے کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں کہ ایسا کون سا عمل ہے جس کے ذریعہ آپ کے ساتھ حج کرنے کا ثواب مل سکتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا "انہیں میری طرف سے سلام کہنا اور رحمت کی دعا دینا اور انہیں بتادینا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے"(۱)

---

(۱) المعجم الكبير للطبراني، رقم: ۱۲۷۳۸ (۱۰/۳۵۰)، الترغيب والترهيب، رقم: ۱۷۲۴ (۲/۱۱۴)، اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة (۳/۴۷)

Marfat.com

تم زیادہ خوبصورت ہو یا تمہاری بیوی؟

زبیر بن بکار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ضحاک بن سفیان کلابی ایک پست قد اور انتہائی معمولی شکل وصورت کے حامل تھے۔ جب وہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میری دو بیویاں ہیں جو ان حمیراء (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے زیادہ خوبصورت ہیں (یہ واقعہ نزول حکم حجاب سے پہلے کا ہے) میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح فرمالیجئے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئیں ان کی باتیں سن رہی تھیں، آپ نے ضحاک کلابی سے کہا ''تمہاری بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں یا تم؟'' وہ کہنے لگے ''میں ان سے بہت زیادہ خوبصورت اور سلیقہ مند ہوں'' ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۱)

ابو عمیر! نغیر کو کیا ہوا؟

رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کے بچے (جس کی کنیت ابو عمیر تھی) سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ وہ ایک پرندہ پالے ہوئے تھا جس سے کھیلتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ نے اس کو رنجیدہ اور غمگین دیکھا تو فرمایا: کیا بات ہے ابو عمیر کچھ غمگین نظر آ رہا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس کا نغر (پرندہ) جس سے وہ کھیلتا تھا مر گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ اس بچے سے مذاق کرتے ہوئے کہنے لگے:

((یاأبا عمیر! مافعل النغیر؟))

''ابو عمیر، نغیر کو کیا ہوا'' (۲)

---

(۱) سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد (۱۱/۳۹۹)، إحياء علوم الدين (۳/۹۱)

(۲) صحيح البخارى، كتاب الأدب، باب الكنية للصبى وقبل أن يولد للرجل، رقم: ۶۲۰۳، صحيح مسلم، كتاب الآداب باب جواز تكنية من لم يولد له، رقم: ۲۱۵۰

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے دل میں کہا خدا کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ مجھے یہ خیال بھی تھا کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے لہٰذا مجھے چلے جانا چاہئے۔ بہر حال میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔

اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لائے اور مجھے میری گردن سے پکڑ لیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''اے اُنَیس! (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے اُنَیس کہہ کر پکارا کرتے تھے) جہاں کا میں نے تجھے کہا تھا کیا تو وہاں گیا''

میں نے کہا ''جی ہاں! اے اللہ کے رسول! میں اب جا رہا ہوں''

میں نے نو سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے لیکن آپ نے مجھے کبھی ڈانٹ کر نہ کہا کہ آپ نے یہ کیوں کیا یا یہ کیوں نہ کیا'' (۱)

اک بار ان آنکھوں نے بھی دیکھی وہ بہاریں
گلرنگ رہے قلب و نظر جن سے خزاں تک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بے پناہ محبت تھی، جس کا اظہار آپ ان حضرات کے لئے اپنی بے پناہ محبت سے فرمایا کرتے تھے۔ سیرت طیبہ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت چھلکتی ہے۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحسن الناس خلقا، رقم: ۲۷۲۴

Marfat.com

ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور ﷺ ایک دعوت کے لئے جا رہے تھے۔اس دوران حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک گلی میں کھیلتے ہوئے نظر آئے۔انہیں دیکھ کر حضور اقدس ﷺ لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنی بانہوں کو پھیلا لیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ بچپن کی مستی میں آ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے، حضور ﷺ انہیں ہنسانے اور بہلانے لگے اور بالآخر انہیں پکڑ لیا۔پھر اپنا ایک دست مبارک ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا ان کے سر پر رکھا، پھر ان کا بوسہ لیا اور فرمایا:

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو اس سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے، حسین امتوں میں سے ایک امت ہے''(۱)

''حسین امتوں میں سے ایک امت ہے'' اس جملہ کا ایک معنی تو یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کبھی ختم نہ ہوگی۔(۲)

نیز بعض محدثین نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے فضائل ومناقب اور خیر کے اعتبار سے پوری ایک جماعت کے برابر ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوری ایک امت قرار دیا گیا ہے۔(۳)

دو ننھے صحابہ کی بیعت

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن

(۱) سنن ابن ماجه،المقدمة، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب،رقم: ۱٤۱، سنن الترمذي،كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، مناقب الحسن والحسين، رقم: ۳۷۰۸، مسند أحمد،رقم:۱٦۹۰۳

(۲) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي،كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، مناقب الحسن والحسين، رقم: ۳۷۰۸

(۳) شرح سنن ابن ماجه للسندي، المقدمة، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب،رقم: ۱٤۱

Marfat.com

جعفر رضی اللہ عنہ دونوں نے سات سال کی عمر میں رسول پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ مسکرا دیئے اور ان کے لئے اپنا ہاتھ مبارک پھیلا دیا اور آپ ﷺ نے انہیں بیعت فرمایا۔(۱)

☆☆☆

(۱) المستدرک للحاکم، رقم: ٦٤١٠ (٦٥٥/٣)

Marfat.com

بابِ چھارم

دیہاتیوں کی باتوں پر
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

دیہاتیوں کی باتوں پر
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

اونٹ یا اونٹ کا بچہ؟

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ایک سواری مانگی۔ نبی ﷺ نے مذاق کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے'' اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اونٹ کسی اور کا بچہ ہوتا ہے؟'' (۱)

انہیں دیکھے کوئی میری نظر سے

امام اُحمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی تھے جن کا نام زاہر تھا۔ وہ نبی ﷺ کو دیہات سے ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور نبی ﷺ بھی انہیں تحفہ تحائف سے نوازا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''زاہر ہمارے دیہاتی ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں''

رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ وہ بہت بدشکل تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پیچھے سے گود میں لے لیا۔

---

(۱) مسند أحمد بن حنبل (۳/۲۶۷) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ماجاء فی المزاح، رقم: ۴۹۹۸، سنن الترمذی، کتاب البر والصلة والآداب، باب ماجاء فی المزاح، رقم: ۱۹۹۱

Marfat.com

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں کہنے لگے'' مجھے چھوڑو، کون ہے؟'' پھر مڑے تو دیکھا کہ نبی ﷺ ہیں۔ پس انہوں نے اپنی پیٹھ نبی ﷺ کے سینہ مبارک سے لگا دی اور مسلسل لگائے رہے اور رسول اللہ ﷺ اعلان کرنے لگے'' اس غلام کو کون خریدے گا؟''

انہوں نے کہا'' اے اللہ کے رسول تب تو خدا کی قسم آپ مجھے بہت ارزاں اور کم قیمت پائیں گے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' لیکن اللہ کے نزدیک تم ارزاں نہیں ہو'' یا فرمایا'' لیکن اللہ کے نزدیک تم قیمتی ہو''(۱)

شیطان کی قے

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ کے سامنے ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ سارا کھانا کھا لیا۔ صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا، جب وہ شخص اس آخری لقمے کو منہ کی طرف لے جانے لگا تو اس وقت یاد آیا کہ میں نے کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ اور حضور اقدس ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ جب آدمی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دوران جب اس کو بسم اللہ پڑھنا یاد آ جائے اس وقت وہ'' بسم اللہ اولہ وآخرہ'' پڑھ لے، جب اس شخص نے یہ دعا پڑھی تو حضور اقدس ﷺ اس کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس وقت یہ کھانا کھا رہا تھا تو شیطان بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ لیکن جب اس نے اللہ کا نام لیا اور'' بسم اللہ اولہ وآخرہ'' پڑھ لیا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا۔ اس کی قے کر دی۔ اور اس کھانے میں ان کا جو حصہ تھا اس ایک چھوٹے سے جملے کی وجہ سے وہ ختم ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تبسم فرمایا، اور آپ نے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ اگر آدمی کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جب یاد آ جائے۔ اس وقت بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لے، اس کی وجہ سے اس

(۱) مسند أحمد بن حنبل (۳/ ۱۶۱)، الشمائل للترمذی، رقم: ۲۴۰، مصنف عبد الرزاق، رقم: ۱۹۵۸۸.

Marfat.com

کھانے کی بے برکتی زائل ہو جائے گی۔(۲)

ابن الذبیحین ﷺ

حضرت ضنابحی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے ایک جاننے والے سے ہی سوال کیا ہے! ایک مرتبہ ہم نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا ''اے ابن الذبیحین! جو کچھ اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو'' اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے یہ واقعہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''اے امیر المؤمنین! ذبیحان (دو ذبح کیے ہوئے) سے کون دو شخص مراد ہیں؟''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک تو حضور ﷺ کے والد ہیں کیونکہ جب عبدالمطلب نے زمزم کا کنواں تلاش کرنے کا عزم کیا تو انہوں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس معاملہ میں آسانی اور سہولت کا راستہ نکالا تو وہ اپنا ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کریں گے، جب کنواں مل گیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، قرعہ فال حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کے نام نکلا لیکن ان کے ماموؤں نے انہیں بیٹے کو ذبح کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ ان کی جگہ ایک سو اونٹ قربان کر دو، چنانچہ عبدالمطلب نے ایک سو اونٹ راہِ خدا میں صدقہ کیے۔ اور دوسرے ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(۲)

''میں اللہ پر ایمان لائی اور نگاہوں کو جھوٹا جانا''

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے

---

(۱) سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام، رقم:۳۲۷۶

(۲) تاریخ الطبری(۱/۱۸۵)، تفسیر ابن کثیر(۴/۱۹)

Marfat.com

ساتھ لیٹے ہوئے تھے، وہ ان کے پاس سے اٹھے اور جا کر اپنی باندی سے مباشرت کرنے لگے۔ اتنے میں ان کی بیوی کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے اپنے شوہر کو بستر پر نہ پایا۔ وہ ان کی تلاش میں نکلیں تو انہیں باندی میں مشغول دیکھا، وہ واپس اپنے کمرے میں آئیں، چھری اٹھائی اور ان کے پیچھے چل پڑی۔ ان کے وہاں پہنچنے تک ابن رواحہ کی مشغولیت ختم ہو چکی تھی۔ وہ کمرے سے باہر آئے تو آگے کی بیوی چھری لئے کھڑی تھیں۔ ابن رواحہ نے ان سے پوچھا ''کیا ہوا؟ یہ چھری لئے کہاں جا رہی ہو؟''

وہ کہنے لگیں ''اچھا! کیا ہوا!! اگر میں تمہیں وہیں پا لیتی جہاں میں نے تمہیں دیکھا تھا تو یہ چھری تمہارے دل میں پیوست کر دیتی''

وہ بولے ''تم نے مجھے کہاں دیکھ لیا ہے؟''

وہ کہنے لگیں ''میں نے تمہیں باندی کے ساتھ مشغول دیکھا تھا''

وہ کہنے لگے ''میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا!!! دیکھو نبی پاک ﷺ نے حالتِ جنابت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے، میں ابھی قرآن پڑھتا ہوں''

وہ بولیں ''پڑھو''

حضرت ابن رواحہ کی بیوی چونکہ قرآن نہیں جانتی تھیں اور قرآن پڑھی ہوئی نہ تھیں، اس لئے ابن رواحہ نے درج ذیل کلام پڑھا اور اپنی بیوی کو یہ تاثر دیا کہ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں:

((أتانا رسول الله يتلو كتابه كما لاح مشهور من الفجر ساطع
أتى بالهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات إن ما قال واقع يبيت
يجافي جنبه عن فراشه إذا استثقلت بالمشركين المضاجع))

''ہمارے پاس اللہ کے رسول ﷺ آئے، آپ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے صبح طلوع ہو رہی ہو۔ آپ گمراہ لوگوں کے لئے ہدایت کا پیام لائے ہیں۔ ہمارے دل ان پر ایمان رکھتے ہیں، جو بات وہ فرماتے ہیں وہ پوری ہوتی ہے، جس وقت مشرکین کے بستر ان سے بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں اس وقت نبی کریم ﷺ بستر سے دور اپنے رب کی بارگاہ

Marfat.com

میں رات گذارتے ہیں"

یہ سن کران کی اہلیہ بولیں "میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہوں اور اپنی نگاہوں کو جھوٹا جانتی ہو"

اگلے دن ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی پاک ﷺ کو سنایا تو آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔(۱)

"پنڈلی کی سفیدی"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ دینے سے پہلے اس سے ازدواجی تعلق قائم کر بیٹھا۔ پھر نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

وہ کہنے لگا "میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پنڈلی کی سفیدی دیکھ لی تھی، پھر میں اپنے نفس پر قابو نہ پا سکا"

یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور اس سے فرمایا کہ جب تک کفارہ ادا نہ کرلو اس سے ازدواجی تعلق قائم مت کرنا۔(۲)

"یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہوگیا (کیونکہ میں نے اللہ کا حکم توڑ دیا) میں

---

(۱) سنن الدار قطنی، رقم:٤٤٢ (٤٨٩/١)، تفسير القرطبی (٢٠٩/٥)

(۲) سنن الترمذی، کتاب الطلاق واللعان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء فی المظاهر يواقع قبل أن يكفر، رقم: ١١٢٠، سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب الظهار، رقم: ٣٤٠٣، سنن ابن ماجه، کتاب الطلاق، باب المظاهر يجامع قبل أن يكفر، رقم: ٢٠٥٥

Marfat.com

رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ حضور نے فرمایا کفارے میں ایک غلام آزاد کرو انہوں نے عرض کیا میرے پاس تو غلام نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا دو مہینے مسلسل روزے رکھو انہوں نے عرض کیا یہ میرے بس میں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس کھلانے کے لئے کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ٹوکرے میں کھجوریں آئیں حضور ﷺ نے فرمایا مسئلہ پوچھنے والے کہاں ہیں؟ (وہ آئے تو) حضور ﷺ نے فرمایا لو یہ کھجوریں صدقہ کر دو انہوں نے عرض کیا اپنے سے بھی زیادہ فقیر پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں طرف جو کنکریلے میدان ہیں ان کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ فقیر نہیں ہے اس پر حضور ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا اچھا (جب تم اتنے ہی ضرورت مند ہو تو) پھر تم ہی اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کر لو (بعد میں کفارہ دے دینا)۔(۱)

﴿ہم تو زراعت والے نہیں!﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جنت کے بارے میں بیان فرما رہے تھے، اس دوران ایک دیہاتی شخص بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایک جنتی اپنے رب سے زراعت کی اجازت مانگے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ کیا تمہیں تمہاری مرضی کی ہر چیز مل نہیں رہی۔ وہ کہے گا مجھے اپنی مرضی کی ہر چیز مل تو رہی ہے لیکن مجھے کھیتی باڑی کرنا پسند ہے۔ چنانچہ

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب إذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه، رقم: ۱۸۰۰، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم، رقم: ۱۸۷۰ سنن الترمذي، كتاب الصوم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في كفارة الفطر في رمضان، رقم: ٦٥٦

Marfat.com

اسے اجازت مل جائے گی اور وہ زمین میں بیج ڈالے گا تو وہ بیج دیکھتے ہی دیکھتے اگیں گے، پودے بنیں گے اور کھیت تیار ہو کر کٹائی کے قابل ہو جائے گا اور پودے اتنے بڑے ہوں گے کہ پہاڑ دکھائی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ لے! اے ابن آدم! تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی"

یہ حدیث سن کر وہ دیہاتی کہنے لگے "کھیتی باڑی کی فرمائش کرنے والا کوئی قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم تو زمیندار نہیں"

اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔(۱)

نبی پاک ﷺ کا حلم و بردباری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، اس وقت آپ نے موٹے کناروں والی ایک نجرانی چادر زیب تن فرما رکھی تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اس نے آپ کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اس کے نشان پڑ گئے۔ پھر وہ دیہاتی کہنے لگا "جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو" اس کی اس حرکت پر آپ ﷺ مسکرا دیئے اور اسے اس کی ضرورت کے مطابق مال عطا فرمایا۔(۲)

بارش کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا "لوگ قحط سالی کا شکار

---

(۱) صحيح البخاری، كتاب المزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، رقم: ۲۱۷۷، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۰۲۳۱

(۲) صحيح البخاری، كتاب فرض الخمس، باب ما كان النبی يعطی المؤلفة قلوبهم، رقم: ۲۹۱۶، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب إعطاء من سأل بفحش وغلظة، رقم: ۱۷۴۹، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۲۰۹۰

Marfat.com

ہو گئے ہیں اپنے رب سے بارش کی دعا فرما دیجئے''

اس وقت بارش کے بالکل کوئی اثرات نہ تھے، نبی پاک ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بارش کی دعا مانگی:

((اللھم اسقنا، اللھم اسقنا۔ اللھم اسقنا))۔

''اے اللہ! بارش عطا فرما، اے اللہ! بارش عطا فرما، اے اللہ! بارش عطا فرما''

دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح گھنے اور بڑے بادل چھا گئے اور نبی پاک ﷺ ابھی منبر مبارک سے نیچے تشریف نہ لائے تھے کہ تیز اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، اور ایسی بارش ہوئی کہ مدینہ منورہ کے راستوں سے پانی بہنے لگا، یہ بارش اگلے جمعہ تک بغیر تھمے جاری رہی اور چھ دن تک مدینہ منورہ میں سورج نظر نہ آیا۔

اگلے جمعہ کو آپ ﷺ پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو وہی آدمی آیا اور کہنے لگا کہ ہم تو اس پانی میں ڈوب جائیں گے، اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ اب اس بارش کو بند کر دے۔ اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے، پھر آپ نے دو یا تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

((اللھم حوالینا ولا علینا))

''اے اللہ! اس بارش کو ہمارے ارد گرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا''

اس دعا کے بعد بادل مدینہ منورہ کی فضا سے چھٹ کر دائیں بائیں ہو گئے اور مدینہ منورہ کی اطراف میں برسنے لگے اور مدینہ منورہ میں بارش بند ہو گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے نبی ﷺ کا معجزہ دکھایا اور آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا۔(۱)

ایک دیہاتی کا خواب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الدعاء إذا کثر المطر حوالینا ولا علینا، رقم: ۹۶۵، صحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء، رقم: ۱۴۹۳، سنن النسائی، کتاب الاستسقاء، باب کیف یرفع، رقم: ۱۴۹۸

Marfat.com

حاضر ہوا اور کہنے لگا ”اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹا ہوا ہے“
یہ سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا:

”جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں چھیڑ خانی کرے تو اس خواب کو کسی سے بیان مت کرو“(۱)

مسجد میں پیشاب کرنے والا دیہاتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، وہ دیہاتی یہ دعا مانگنے لگے کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما اور محمد ﷺ کی مغفرت فرما، ہم دونوں کے علاوہ کسی کی مغفرت نہ کرنا۔ ان کی یہ دعا سن کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا ”تم نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو اتنا محدود کیوں کر دیا ہے“

پھر وہ دیہاتی مسجد کے ایک کونے میں جا کر پیشاب کرنے لگے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اس بارے میں اسلامی تعلیمات سے آگاہی کے بعد وہ کہا کرتے تھے ”خدا کی قسم! آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے نہ مجھے ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ یہ فرمایا کہ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی گئی ہے، یہ پیشاب کرنے کے لئے نہیں بنائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اور مسجد کو صاف کرا دیا“ (۲)

اگر وہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہوگا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی پاک ﷺ

(۱) صحيح مسلم، باب لا يخبر بتلعب الشيطان به في المنام، رقم:۲۲۶۸

(۲) سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، باب الأرض يصيبها البول كيف تغسل، رقم: ۵۲۹، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۱۰۱۲۹، صحيح ابن حبان، رقم: ۲۶۵ (۳/۲۵۹)، الأدب المفرد، رقم: ۶۲۶ (۱/۲۱۹)

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا ''اے بنو عبدالمطلب کے فرزند! تجھ پر سلامتی ہو''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''تم پر بھی سلامتی ہو''

وہ دیہاتی کہنے لگا ''میرا تعلق تمہارے ننھیال بنو سعد بن بکر سے ہے۔ میں تمہاری طرف اپنی قوم کا قاصد اور نمائندہ ہوں۔ میں تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں، میں کچھ باتیں تم سے قسم دے کر پوچھوں گا تم مجھے ان کا درست جواب دینا''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اے بنو سعد کے بھائی! تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو''

اس نے پوچھا ''یہ بتاؤ کہ تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو کس نے پیدا کیا؟ اور تمہارے بعد آنے والوں کو کون پیدا کرے گا؟''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے''

وہ دیہاتی کہنے لگا ''میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں اسی نے رسول بنا کر بھیجا ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں، مجھے اسی اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے''

پھر وہ دیہاتی پوچھنے لگا ''یہ بتاؤ کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کا خالق کون ہے؟ اور ان کے درمیان رزق بانٹنے والا کون ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''زمین و آسمان کا خالق اور رزق عطا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے''

اس نے کہا ''میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں اسی نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے''

پھر وہ دیہاتی کہنے لگا ''ہم نے تمہاری کتاب میں دیکھا ہے اور تمہارے بھیجے ہوئے قاصد بھی ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم ایک دن رات میں پانچ نمازیں وقت پر ادا کریں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی اللہ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں، اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے اس بات کا حکم دیا ہے''

پھر وہ دیہاتی کہنے لگا ''ہم تمہاری کتاب میں دیکھا ہے اور تمہارے قاصدوں نے بھی

Marfat.com

ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ حصہ نکال کر اپنے نادار لوگوں میں تقسیم کریں۔ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے"

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں، اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے اس بات کا حکم دیا ہے"

پھر اس نے کہا "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! میں بھی اس پر عمل کروں گا اور میری قوم کے وہ لوگ بھی اسی پر عمل کریں گے جو میرے اطاعت پر تیار ہو جائیں"

پھر وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر اس نے سچ کہا تو یہ ضرور جنت میں جائے گا" (۱)

یہ تو اللہ کے لئے ہے، میرے لئے کیا ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھے کوئی خیر کی بات سکھا دیجئے"

آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس سے فرمایا "تم یہ کہا کرو:

((سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر))

"میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے"

اس دیہاتی نے اپنے ہاتھوں پر کچھ گنا، پھر چلا گیا اور پھر واپس آیا تو نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ اس نے کہا "یا رسول اللہ! یہ سب کلمات تو اللہ کے لئے ہیں میرے لئے ان میں کیا ہے؟"

نبی پاک ﷺ نے اسے سمجھایا کہ جب تم سبحان اللہ کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

(۱) سنن الدارمی، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة، رقم: ٦٤٩، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام، رقم: ١٣، سنن النسائی، كتاب الصيام، باب وجوب الصيام، رقم: ٢٠٦٤

Marfat.com

کہ تو نے سچ کہا۔ جب تم الحمد للہ کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے سچ کہا۔ جب تم لا الہ الا اللہ کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے سچ کہا۔ جب تم اللہ اکبر کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے سچ کہا۔ جب تم کہتے ہو کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تیری مغفرت کر دی۔ جب تم کہتے ہو کہ اے اللہ! مجھ پر رحم فرما تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تم پر رحم کر دیا۔ جب تم کہتے ہو کہ اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تجھے رزق عطا کر دیا۔

پھر اس دیہاتی نے اپنی انگلیوں پر سات تک گنا اور چلا گیا۔(۱)

بیماری اور تکالیف کو دور کرنے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک خستہ حال آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس سے اس کی اس حالت کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ بیماری اور تکالیف نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھا دوں جو تم سے ہر طرح کی بیماری اور تکالیف کو دور کر دے گی؟''

وہ آدمی کہنے لگا ''میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجھے غزوۂ احد اور غزوۂ بدر میں شرکت کا ثواب مل جائے''

یہ بات سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا ''بدر اور احد میں شریک لوگ وہ مقام کہاں حاصل کر سکتے ہیں جو ایک قناعت پسند نادار شخص حاصل کر لیتا ہے''

میں نے کہا ''یا رسول اللہ! وہ دعا مجھے سکھا دیجئے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ! یہ الفاظ کہا کرو:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ

(۱) شعب الإيمان للبيهقي، رقم: ٦٣٩ (٢/ ١٨١)، الترغيب والترهيب، رقم: ٢٤٠١ (٢/ ٢٨٠)، الأحاديث المختارة (٥/ ١٢)

Marfat.com

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا﴾(۱)

''اور کہو کہ: ''تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی شریک ہے، اور نہ اسے عاجزی سے بچانے کے لئے کوئی حمایتی درکار ہے۔'' اور اس کی ایسی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کرنے کا اسے حق حاصل ہے''

کچھ عرصہ بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میری حالت بہت اچھی ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے حیرانی سے میری حالت کے متعلق استفسار فرمایا تو میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! جب سے آپ نے مجھے وہ کلمات سکھائے ہیں اس وقت سے میں نے نہیں چھوڑا'' (۲)

قبیلہ بنوفزارہ کی آمد

۹ ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو آپ کی خدمت میں بنوفزارہ کا وفد آیا۔ یہ وفد دس سے پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا، جن میں خارجہ بن حصن اور حارث بن حصن بھی تھے۔ حارث ان میں سب سے چھوٹے تھے۔ یہ حضرات کمزور سواریوں پر آئے اور اسلام کا اقرار کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کے بارے میں پوچھا تو ان میں سے ایک نے کہا ''یارسول اللہ! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے اور ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے باغات خشک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل وعیال بھوکے ہیں، آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''تمہارا رب تمہارے اس خوف اور بارش کی طلب کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے''

یہ سن کر ایک دیہاتی نے کہا ''کیا ہمارا رب مسکراتا ہے؟''

---

(۱) بنی إسرائیل:۱۱۱

(۲) روضة المحدثین،رقم:٥٦٢٨ (۱۲/۱۲۸)، تفسیر ابن کثیر (۳/۲۰۲)

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا ''ہاں ہمارا رب مسکراتا ہے''

وہ دیہاتی کہنے لگا ''پھر تو ایسا رب ہمیں خیر سے محروم نہیں کرے گا''

اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر آپ نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! اس علاقے کو اور اس کے جانوروں کو سیراب کر دے، اس میں اپنی رحمت پھیلا دے، مردہ زمین کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! ہمیں عام بارش عطا فرما، جو خوشگوار خوشحالی لائے، فضا کو ڈھانپ لے، کشادہ ہو، جلدی آنے والی ہو، دیر نہ کرے، نفع مند ہو، نقصان دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ! یہ بارش رحمت والی ہو۔ یہ عذاب والی یا ڈھانے والی یا غرق کرنے والی یا مٹا دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما''(۱)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر مجھے بلوایا اور جب میں حاضر خدمت ہو گیا، تو آپ نے فرمایا اے جریر! تم کس وجہ سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ پھر آپ نے مجھ پر ایک چادر ڈال دی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا عمدہ اخلاق والا بہترین آدمی آجائے تو تم اس کا اکرام کرو (جیسے میں نے جریر کا کیا) پھر آپ نے فرمایا:

''اے جریر میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر ایمان لاؤ کہ جو کچھ بھلا یا برا

---

(۱) زاد المعاد (۳/۵۶۹)، سبل الهدى والرشاد فی سيرة خير العباد (۶/۳۹٤)، دلائل النبوة للبيهقی، رقم: ۲۳۸۸ (۶/۳۱۵)، البداية والنهاية (۶/۹۱)

Marfat.com

ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم فرض نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔'

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد جب بھی آپ مجھے دیکھتے مسکرا دیتے۔(۱)

حضرت علقمہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے وفد کی آمد

حضرت علقمہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ میری قوم کے مزید چھ آدمی بھی تھے۔ پھر ہم نے آپ سے گفتگو کی۔ آپ کو ہماری گفتگو پسند آئی۔ اور آپ نے پوچھا "تم لوگ کون ہو؟"

ہم نے کہا "ہم مومنین ہیں"

آپ نے فرمایا "ہر بات کی ایک حقیقت اور نشانی ہوا کرتی ہے۔ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟"

ہم نے عرض کیا "پندرہ خصلتیں ہمارے ایمان کی حقیقت اور نشانی ہیں۔ پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کا آپ نے ہمیں حکم دیا۔ اور پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کا ہمیں آپ کے قاصدوں نے حکم دیا۔ اور پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کو ہم نے زمانہ جاہلیت میں اختیار کیا تھا اور اب تک ہم ان پر باقی ہیں ہاں اگر آپ منع کریں گے تو ہم ان کو چھوڑ دیں گے"

آپ نے فرمایا "وہ کون سی پانچ خصلتیں جن کا میں نے حکم دیا؟" ہم نے کہا:

"آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر ایمان لائیں کہ بھلا یا برا جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر آپ کے قاصدوں نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس بات کا حکم دیا کہ ہم فرض نماز قائم کریں اور فرض زکوٰۃ ادا کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور اگر ہم سفر کی طاقت رکھیں تو بیت اللہ کا حج کریں'

(۱) البداية والنهاية (۸۷/۵)، کنز العمال (۱۹/۷)

Marfat.com

پھر آپ نے فرمایا ''وہ پانچ خصلتیں کون سی ہیں جن کو تم نے زمانہ جاہلیت میں اختیار کیا تھا؟'' ہم نے کہا:

''سہولت اور خوشحالی کے وقت اللہ کا شکر کرنا اور مصیبت اور آزمائش کے
• وقت صبر کرنا اور لڑائی کے موقع پر جمنا اور جو ہر دکھانا اور اللہ کی قضاوتقدیر پر راضی رہنا اور دشمن پر جب مصیبت آئے تو اس سے خوش نہ ہونا''

حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا:

''یہ لوگ تو بڑے سمجھدار اور سلیقہ والے ہیں۔ ان عمدہ اور بہترین خصلتوں کی وجہ سے قریب تھا کہ یہ نبی ہو جاتے (یعنی ان کی تمام خصلتیں نبیوں والی ہیں)''

اور ہمیں دیکھ کر آپ مسکرائے پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اندر خیر کی خصلتیں پوری کر دے:

''جو تم نے کھانا نہیں ہے اسے جمع نہ رکھو (یعنی ضرورت کے مطابق مکان بناؤ ضرورت سے زیادہ نہ بناؤ) اور جس دنیا کو چھوڑ کر چل دو گے اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ اور جس اللہ کے پاس تم نے جانا اور اس کے پاس جمع ہونا ہے اس سے تم ڈرو۔ اور جس دار آخرت کو تم نے جانا ہے اور وہاں ہمیشہ رہنا ہے اس کی فکر کرو'' (۱)

☆☆☆

(۱) حیاۃ الصحابۃ (۱/ ۱۶۷)، الاصابۃ (۲/ ۹۸)

Marfat.com

بابِ پنجم

غیبی امور کا تذکرہ اور
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

غیبی امور کا تذکرہ اور نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹیں

جہنم کا پتھر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کو معراج کرائی گئی اور اس سفر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس موقع پر نبی پاک ﷺ نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ''یہ کیسی آواز ہے؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پتھر جہنم کی تہہ کی طرف پھینکا تھا وہ ستر سال بعد اب جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ حیرت اور تعجب سے مسکرا دیئے۔(۱)

اللہ تعالیٰ کی معرفت والوں کا اعزاز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ تمام اولین وآخرین کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا عرش کے نیچے سے پکارے گا ''اللہ تعالیٰ کی معرفت والے کہاں ہیں؟ احسان والے کہاں ہیں؟''

یہ اعلان سن کر بہت سے لوگ کھڑے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جاننے کے باوجود ان سے پوچھیں گے ''تم کون ہو؟''

وہ کہیں گے ''ہم آپ کی معرفت والے ہیں، تو نے ہمیں اپنی پہچان عطا فرمائی اور تو

(۱) صفة النار (۱/۲۲)، التخویف من النار (۱/۲۹)

Marfat.com

نے ہی ہمیں اس کا اہل بنایا''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے''تم نے سچ کہا! اب تمہیں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی، تم میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ''

یہ بات بیان فرما کر نبی پاک ﷺ مسکرائے اور آپ نے فرمایا:

((لقد نجاهم الله من أهوال يوم القيامة))

''اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن کی سختیوں اور دشواریوں سے نجات عطا فرمادے گا''(۱)

﴿نبی پاک ﷺ کا وضو کے بعد مسکرانا﴾

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا، اس سے وضو فرمایا اور وضو کے بعد آپ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا''کیا تم جانتے ہو میں کیوں مسکرایا ہو؟''

لوگوں نے اظہارِ لاعلمی کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا''ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو کرنے کے بعد آپ مسکرا دیئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا''کیا تم جانتے ہو میں کیوں مسکرایا ہوں''

ہم نے کہا''اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا''جب مسلمان بندہ اچھی طرح آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرتا ہے، پھر پورے اہتمام سے نماز پڑھتا ہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے''(۲)

اس حدیث کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

''مسلمان بندہ جب وضو کا پانی منگواتا ہے، پھر اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اللہ

---

(۱) التذكرة للقرطبي (۱/۴۳۳)، الأربعون على مذهب المتحققين من الصوفية لأبي نعيم الأصبهاني (۱/۸۸)

(۲) مسند أحمد بن حنبل، مسند العشرة المبشرة بالجنة، مسند عثمان بن عفان، رقم: ۴۰۳

Marfat.com

تعالیٰ اس کے چہرے کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بازوؤں کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں سے کئے ہوئے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے''(۱)

﴿سورۃ الکوثر کا نزول اور رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔ ہم نے اس مسکراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝﴾(۲)

''(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے، لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لئے نماز پڑھو، اور قربانی کرو، یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے''

پھر آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟''

ہم نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''کوثر ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس میں خیرِ کثیر ہے۔ یہ نہر ایک قیامت کے دن ایک حوض کی صورت میں ہوگی اور میری امت میرے پاس قیامت کے دن اسی نہر پر آئے گی۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں

(۱) مسند أحمد بن حنبل، مسند العشرة المبشرة بالجنة، مسند عثمان بن عفان، رقم: ۳۹۱

(۲) سورة الكوثر كاملا

Marfat.com

ہیں۔ ایک آدمی کو میرے پاس آنے سے روک لیا جائے تو میں کہوں کہ اے میرے پروردگار یہ بھی میری امتی ہے، پھر اسے کیوں روکا جارہا ہے؟ مجھے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد اس نے دین میں کیسی کیسی چیزوں کا اضافہ کرلیا تھا'' (۱)

دو مسلمانوں کی باہم ملاقات اور اس کا اجر

حضرت ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے سلام کیا، میرا ہاتھ پکڑا اور میرے چہرے کے سامنے مسکرادیے۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ''کیا تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا ''میں یہ تو نہیں جانتا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے، البتہ اتنی بات ضرور جانتا ہوں کہ آپ نے کسی خیر کی وجہ سے ہی ایسا کیا ہوگا''

اس پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایک مرتبہ اسی طرح نبی پاک ﷺ مجھ سے ملے تھے، آپ نے مجھے سلام کیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور پھر مسکرائے، پھر مجھ سے پوچھا ''کیا تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟'' میں نے بھی وہی جواب دیا جو تم نے دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، ایک مسلمان دوسرے کو سلام کرتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے اور یہ مصافحہ کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت فرمادیتے ہیں'' (۲)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب حجة من قال البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، رقم: ٦٠٧، سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب قراءة، رقم: ٨٩٤، سنن أبى داؤد، كتاب السنة، باب فى الحوض، رقم: ٤١٢٢، مسند أحمد، رقم: ١١٥٥٨

(۲) مسند أحمد بن حنبل، مسند البراء بن عازب، رقم: ١٧٨١٤، سنن الترمذى، كتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم: ٢٦٥١، سنن أبى داؤد، كتاب الأدب، رقم: ٤٥٣٦، سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، رقم: ٣٦٩٣

Marfat.com

مؤمن کے لئے ہر حال میں خیر ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ پھر آپ نے فرمایا ''کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟''

ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ فرما دیجئے کہ آپ کیوں مسکرائے ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے مؤمن کے حال پر تعجب ہوا کہ اس کے لئے تو ہر حال میں خیر ہے۔ کیونکہ اگر اسے کوئی خوشی اور نعمت ملے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، یہ شکر ادا کرنا اس کے لئے خیر ہے۔ اگر اسے کوئی پریشانی یا مصیبت لاحق ہو تو وہ صبر کرتا ہے، یہ صبر اس کے لئے خیر کا باعث ہے۔ ہر حال کو خیر بنانا صرف مؤمن کا ہی کام ہے، ہر ایک کے بس میں یہ خیر نہیں''(۱)

آخری جنتی کا حال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جس سب سے آخر میں آگ سے نکلے گا وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو کہ زمین پر گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا (جہنم کے عذاب کی شدت کی وجہ سے سیدھا نہ چل سکے گا) اس کو حکم ہوگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ وہاں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ سب جگہیں پُر ہو چکی ہیں چنانچہ واپس آ کر عرض کرے گا اے میرے رب! لوگ تو ساری جگہیں لے چکے ہیں (میرے لئے تو اب کوئی جگہ باقی نہیں رہی) وہاں ارشاد ہوگا کہ (دنیا کا) وہ زمانہ بھی تمہیں یاد ہے جس میں تم تھے وہ کہے گا خوب یاد ہے۔ ارشاد ہوگا اچھا کچھ تمنائیں کرو۔ چنانچہ وہ خوب تمناؤں کا اظہار کرے گا وہاں سے ارشاد ہوگا کہ تم کو

(۱) مسند أحمد بن حنبل، مسند صهيب، رقم: ٢٢٨٠٤، صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم: ٥٣١٨، سنن الدارمي، كتاب الرقاق، رقم: ٢٦٥٨

Marfat.com

تمہاری تمنائیں بھی دیں اور دنیا سے دس گنا زیادہ بھی دیا وہ عرض کرے گا آپ بادشاہوں کے بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔(۱)

''بہت سے گناہ دکھائی نہیں دے رہے''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس سے بھی واقف ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا قیامت کے دن ایک آدمی دربار الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اس کے لئے یہ حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں۔ جب اس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں گناہ کیئے ہیں تو وہ اقرار کرے گا۔ اس لئے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا پھر حکم ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دے دو تو وہ شخص یہ حکم سنتے ہی خود بولے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی یہ بات نقل فرما کر اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے۔(۲)

''میں تمہارے لئے تو جھگڑا کر رہا تھا''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ٦٠٨٦، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب آخر أهل النار خروجا، رقم: ٢٧٢

(٢) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، رقم: ٢٧٧، سنن الترمذي، كتاب صفة جهنم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم: ٢٥٢١

Marfat.com

ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن بندے اور اللہ رب العزت کے ایک مکالمے کو یاد کر کے مسکرایا ہوں کہ بندہ قیامت کے دن اپنے رب سے کہے گا کہ کیا تو نے مجھے ظلم سے روکا تھا؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے ہاں، ہم نے تمہیں ظلم سے روکا تھا۔ وہ کہے گا ''میں اس بات پر اپنے جسم کے علاوہ کسی چیز کی گواہی قبول نہ کروں گا'' اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ ٹھیک ہے آج تیرے خلاف گواہی دینے کے لئے تیرا جسم اور کراما کاتبین ہی کافی ہیں۔ چنانچہ اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا اور اس کے اعضاء ہی اس کے خلاف گواہی دینے لگیں گے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر وہ شخص کہے گا ''تم ہلاک ہو جاؤ، تم تباہ و برباد ہو جاؤ تمہیں بچانے کے لئے تو میں یہ جھگڑا کر رہا تھا اور تم ہی میرے خلاف گواہی دینے لگے'' (۱)

دجال

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو منبر پر بیٹھ گئے، اس وقت آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی نماز کی جگہ ہی رہے، پھر فرمایا ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟''

لوگوں نے کہا ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لئے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کے لئے اکٹھا کیا ہے، بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا۔ وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔

اس نے مجھے بتایا کہ وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، باب، رقم: ٥٢٧١

Marfat.com

میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں پہنچ گئے۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا ''تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟''

اس نے کہا ''میں جساسہ ہوں''

انہوں نے پوچھا ''یہ جساسہ کیا چیز ہے؟''

اس نے کہا ''اے لوگو! خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے تجسس سے انتظار کر رہا ہے''

بیان کرنے والا بتاتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو۔ پھر ہم تیزی سے چلے اور خانقاہ میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہم نے بھاری بھر کم قد کاٹھ کا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا ''تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟''

اس نے کہا ''میرا پتا تمہیں جلد چل جائے گا، یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟''

ہم نے کہا ''ہم عرب سے آئے ہیں، ہم جہاز میں سوار ہوئے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ مہینہ بھر لہریں ہمیں دھکیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا ''تیرا ناس ہو، تو کیا چیز ہے؟'' اس نے کہا ''میں جساسہ ہوں'' ہم نے پوچھا ''یہ جساسہ کیا چیز ہے؟'' اس نے کہا ''خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ، وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے۔ اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو''

اس نے کہا ''مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ''

Marfat.com

ہم نے کہا ''اس نخلستان کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو''

اس نے کہا ''میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟''

ہم نے کہا ''ہاں''

اس نے کہا ''مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ''

ہم نے کہا ''اس کی کون سی بات جاننا چاہتے ہو؟''

اس نے کہا ''کیا اس میں پانی ہے؟''

ہم نے کہا ''ہاں! اس میں بہت پانی ہے''

وہ بولا ''اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا''

پھر اس نے کہا ''مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ''

ہم نے پوچھا ''کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟''

زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا ''کیا چشمہ میں پانی ہے اور لوگ اس پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں؟''

ہم نے کہا ''اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں''

پھر اس نے پوچھا ''مجھے نبی امی ﷺ کے بارے میں بتاؤ، اس نے کیا کیا ہے؟''

ہم نے کہا ''وہ مکہ سے نکل کر مدینہ میں آ گئے ہیں''

اس نے پوچھا ''کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے؟''

ہم نے کہا ''ہاں''

اس نے پوچھا ''اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟''

ہم نے بتایا ''وہ اردگرد کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے''

اس پر اس نے کہا ''کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟''

ہم نے کہا ''ہاں''

Marfat.com

اس پر اس نے کہا ''ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت قبول کر لیں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں۔ مجھے عن قریب خروج کی اجازت مل جائے گی۔ نکلنے کے بعد میں پوری دنیا میں چکر لگاؤں گا اور پوری روئے زمین پر کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا جو مجھ سے بچ سکے، سوائے مکہ اور طیبہ کہ میں ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکوں گا۔ ان دونوں شہروں میں داخل ہونا میرے لئے ممنوع ہو چکا ہے۔ میں جب بھی ان میں سے کسی میں داخل ہونے لگوں گا تو تلوار سونتا ہوا ایک ایسا فرشتہ مجھے روک لے گا جس کے ہاتھ میں چمکتی تلوار ہوگی اور ان کے ہر راستے پر فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے نیزہ کی نوک منبر سے لگائی اور فرمایا ''یہ طیبہ یعنی مدینہ ہے''

پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا ''کیا میں نے تمہیں یہ سب کچھ بتایا تھا؟'' لوگوں نے کہا ''جی ہاں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے تمیم کے اس واقعہ سے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ اس کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال، مکہ اور مدینہ کے بارے میں بتایا تھا۔ جان لو کہ دجال شام کے سمندر (بحیرۂ روم) میں ہے یا یمن کے سمندر (بحر عرب) میں ہے۔ نہیں! وہ مشرق میں ہے! مشرق میں!''

یہ فرما کر آپ ﷺ نے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ حدیث نبی پاک ﷺ سے خوب اچھی طرح یاد کی ہے۔(۱)

ابلیس سر پر مٹی ڈالتا ہے!

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب قصة الجساسة، رقم: ۵۲۳۵، مسند أحمد بن حنبل، رقم: ۲۵۸۵۱

Marfat.com

نے یومِ عرفہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میرے پوری امت کے سب گناہوں کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ میں تمہاری امت کے گناہوں کو معاف کردوں گا لیکن ظالم کے ظلم کو معاف نہیں کروں گا۔

میں اس دن مزید دعا کرتا رہا لیکن مجھے میری دعا کا کوئی جواب نہ ملا۔ چنانچہ مزدلفہ میں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

((یارب! إنك قادر أن تعوض هذا المظلوم من ظلامته وتغفر لهذا الظالم))

''اے میرے رب! تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اپنی طرف سے بدلہ عطا کر کے ظالم کو معاف کردے''

پھر مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ میں نے تمہاری دعا کو قبول کرلیا ہے۔

یہ بات فرما کر نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے، ہم نے آپ سے اس مسکراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا ''میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں کیونکہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ سنا تو چیخ وپکار کرنے لگا اور اس نے اپنے سر پر مٹی ڈال لی'' (۱)

﴿بیمار مؤمن کے اعمال کا ثواب﴾

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے مومن کی حالت پر تعجب ہوتا ہے اور بیماری کی وجہ سے اس کی آہ وبکاء پر بھی تعجب ہوتا ہے، اگر اسے معلوم ہوجائے کہ بیماری میں اسے اللہ کی طرف سے کیا ملتا ہے تو وہ ساری زندگی بیمار رہنے کو ترجیح دے''

یہ فرما کر نبی پاک ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور مسکرادیئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر مسکرائے، اس کی

(۱) سنن البيهقي، رقم: ۹۷۵۳ (۲/ ۲٦۹)، شعب الإيمان، رقم: ۳٤٦ (۱/ ۳۰٤) تفسير الطبري (۲/ ۲۹٤)

Marfat.com

کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے دو فرشتوں پر تعجب ہوا، وہ ایک بندے کو اس کی نماز کی جگہ تلاش کر رہے تھے جہاں وہ ہمیشہ سے نماز پڑھا کرتا تھا لیکن اب وہ وہاں موجود نہ تھا۔ وہ دونوں واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''اے ہمارے رب! ہم تیرے فلاں بندے کے دن رات کے اعمال لکھا کرتے تھے، وہ ان اعمال کو باقاعدگی سے کیا کرتا تھا، لیکن اب بیماری کی وجہ سے وہ ان اعمال میں مشغول نہ ہو سکا'' ان کی یہ بات سن کر اللہ رب العزت نے فرمایا ''میرا بندہ جو اعمال دن رات میں کیا کرتا تھا وہ لکھ لو اور اس کے اجر میں سے کوئی کمی نہ کرو'' (۱)

دو بکریوں کی لڑائی

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک بکری نے دوسری کو سینگ مارا اور اسے زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کر نبی پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ کسی نے اس مسکراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ان پر تعجب ہوا کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس بکری کو بھی اس کا بدلہ دلوایا جائے گا'' (۲)

تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور کوفہ کے ایک راستہ پر چل پڑے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِيْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ))

---

(۱) مجمع الزوائد (۱/ ۴۱۵)، المعجم الأوسط (۳/ ۱۴)

(۲) مسند أحمد، رقم: ۲۰۵۳۴، المعجم الأوسط (۶/ ۱۷۳)

Marfat.com

''اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما، بے شک گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے''

پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح مجھے اپنے پیچھے سوار فرمایا۔ پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرُکَ))

''اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما، بے شک گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے''

پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا دیئے۔ میں نے عرض کیا ''آپ نے اپنے رب سے بخشش کی دعا کی، پھر میری طرف متوجہ ہوئے، پھر مسکرا دیئے، اس کی کیا وجہ ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے اپنے رب کی وجہ سے مسکرایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر خوش ہو کر مسکراتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی اس کے گناہ معاف نہیں کر سکتا''(۱)

''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جا!''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک آپ ﷺ مسکرائے اور اتنا مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس بات پر مسکرائے ہیں؟''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے، ان میں سے ایک آدمی کہے گا ''اے میرے رب! مجھے میرے بھائی سے ظلم کا بدلہ دلوا دیجئے'' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے ''اپنے بھائی پر کئے ہوئے ظلم کا

(۱) مسند البزار (۳/۲۳)

Marfat.com

بدلہ اسے ادا کرو" وہ کہے گا "میری تو کوئی بھی نیکی باقی نہیں بچی، میں اسے کیا دے سکتا ہوں؟" پھر دوسرا شخص بولے گا "اے اللہ! میرے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈال کر مجھے بدلہ عطا فرمایئے"

یہ بات فرما کر نبی پاک ﷺ رو دیئے اور فرمایا "یہ بہت ہولناک دن ہوگا، جب لوگ تلاش میں ہوں گے کہ کوئی ان کے بوجھ کو اٹھالے" آپ ﷺ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

"پھر اللہ بدلہ کے طالب سے کہیں گے "اپنی نظر اٹھا اور جنت کی طرف دیکھ!" وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا "اے میرے رب! میں چاندی کے بنے ہوئے شہر اور سونے کے بنے ہوئے محلات دیکھ رہا ہوں جنہیں موتیوں سے آراستہ کیا گیا ہے، یہ کسی نبی کے لئے، کسی صدیق کے لئے یا کسی شہید کے لئے ہیں کیا؟"

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے"
وہ کہے گا "اے میرے رب! ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟"
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "تو بھی ان کی قیمت ادا کر سکتا ہے"
وہ کہے گا "اے میرے رب! ان کی قیمت کیا ہے"
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "ان کی قیمت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کر دے"
وہ کہے گا "اے میرے رب! میں نے اپنے بھائی کو معاف کر دیا"
پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور تم دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ"
یہ حدیث بیان کر کے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فاتقوا اللّٰه و أصلحوا ذات بينكم فإن الله تعالىٰ يصلح بين المؤمنين يوم القيامة))

"اللہ سے ڈرو، اور ایک دوسرے سے صلح کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہلِ ایمان کے درمیان صلح کرائے گا" (۱)

---

(۱) إحياء علوم الدين (۲/۴۰)، سبل الهدى والرشاد (۷/۱۲۳)، تفسير ابن كثير (۲/۲۸٦)

Marfat.com

زمین کے برابر روٹی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے ایسے جھاڑیں گے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے سفر میں روٹی کو جھاڑتا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ایک یہودی آیا اور اس نے کہا ''اے ابو القاسم! اللہ تعالیٰ آپ کو برکتیں عطا فرمائے، کیا میں آپ کو اہل جنت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مہمانی کے متعلق نہ بتاؤں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ضرور بتایئے''

اس نے کہا ''قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی'' آگے اس نے بھی وہی بات کی جو نبی پاک ﷺ نے فرمائی تھی۔

اس پر نبی پاک ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔

پھر اس یہودی نے کہا ''کیا میں آپ کو اہلِ جنت کے سالن کے بارے میں نہ بتاؤ! جنتیوں کا سالن بیل کا گوشت اور مچھلی ہوگی۔ یہ بیل اور مچھلی اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے جگر کا ایک خاص اور پاکیزہ ترین حصہ ستر ہزار سے زائد آدمی کھا سکیں گے''(۱)

قیامت کے دن کا منظر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور چاشت تک نماز کی جگہ تشریف فرما رہے۔ پھر آپ مسکرائے پھر ظہر کی نماز تک وہیں بیٹھے بیان فرماتے رہے، اسی طرح عصر، مغرب اور عشاء کی نماز تک وہی بیٹھے رہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر آپ گھر تشریف لے گئے۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الأرض یوم القیامۃ، رقم: ۶۰۳۹،
صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب نزل أھل الجنۃ، رقم: ۵۰۰۰

Marfat.com

حضور ﷺ کے اس عمل مبارک پر حیران ہو کر لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ آج آپ نے ایسا عمل فرمایا جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا "ہاں، آج دنیا اور آخرت میں وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات مجھ پر پیش کئے گئے ہیں، قیامت کے دن اولین و آخرین ایک میدان میں جمع ہوں گے، اس دن کی گرمی اور مصیبت لوگوں کو بے چین کر دے گی، لہٰذا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں سفارش کے لئے حاضر ہوں گے، پسینہ ان لوگوں کے جسم سے بہہ رہا ہوگا، وہ حضرت آدم علیہ السلام سے کہیں گے "اے آدم! اے انسانیت کے باپ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے برگزیدہ بنایا ہے، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے "مجھے تو اپنی فکر پڑی ہوئی ہے، تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو دوسرے لوگوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے"

پھر سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے "اپنے رب سے ہمارے لئے سفارش کیجئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا برگزیدہ پیغمبر بنایا ہے اور آپ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے زمین سے کفار کا خاتمہ فرمایا تھا" حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا ہے"

پھر سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے "مجھے یہ مقام حاصل نہیں، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے حکم سے مادر زاد نابینا کو بینا اور کوڑی کو تندرست کر دیا کرتے تھے اور اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کر دیا کرتے تھے" وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے کہیں گے "میں اس کام کا اہل نہیں ہوں، تم ساری انسانیت کے سردار حضرت محمد ﷺ کے

Marfat.com

پاس جاؤ، انہی کو قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے اٹھایا گیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہاری سفارش کریں گے"

پھر سب لوگ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں پڑ جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اے محمد! سر اٹھاؤ، بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور شفاعت کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی"

آپ ﷺ سر اٹھائیں گے لیکن اللہ رب العزت کو دیکھ کر پھر دوبارہ سجدہ میں پڑ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اے محمد! سر اٹھاؤ، بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور شفاعت کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی"

حضور ﷺ سجدہ سے سر اٹھائیں گے، آپ ﷺ دوبارہ سجدہ میں جانا چاہیں گے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو روکیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دعا الہام کی جائے گی، اور آپ ﷺ عرض کریں گے "اے میرے رب! تو نے مجھے ساری انسانیت کا سردار بنایا لیکن میں اس پر فخر نہیں کرتا، آپ نے قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے اٹھایا لیکن میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا" پھر آپ ﷺ اپنے حوض پر تشریف لائیں گے جس کی مسافت صنعاء سے لے کر ایلہ تک ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ صدیقین کو بلایا جائے وہ بھی سفارش کریں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ انبیاء کو بلایا جائے، پھر انبیاء آنا شروع ہوں گے کسی نبی کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہوگی، کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی ہوں گے، کسی نبی کے ساتھ چھ آدمی ہوں گے اور کسی نبی کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہوگا۔ پھر حکم ہوگا کہ شہداء کو بھی بلایا جائے وہ بھی سفارش کریں گے۔ جب شہداء بھی سفارش کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "میں ارحم الراحمین ہوں، تم جنت میں ان لوگوں کو بھی داخل کردو جنہوں نے کبھی کسی کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا ہو" پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "جہنم میں دیکھو، کیا کوئی ایسا آدمی ہے جس نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا ہو؟" پھر جہنم میں ایک ایسا آدمی ملے گا جس سے پوچھا جائے گا کیا تو کبھی خیر کا کوئی کام کیا تھا۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے کبھی کوئی خیر کا کام تو نہیں کیا۔ البتہ میں خرید وفروخت میں لوگوں کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا

Marfat.com

معاملہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "جس طرح اس نے میرے بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا ہے اسی طرح تم بھی اس سے نرمی کا معاملہ کرو" لہٰذا اس آدمی کو جہنم سے نکال دیا جائے گا۔

پھر جہنم میں ایک ایسا آدمی ملے گا جس سے پوچھا جائے گا کیا تو کبھی خیر کا کوئی کام کیا تھا۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے کبھی کوئی خیر کا کام تو نہیں کیا۔ البتہ میں نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر پیسنا اور جب میں سرمے کی طرح ہو جاؤں تو مجھے سمندر میں بہا دینا اور ہوا میں اڑا دینا، تاکہ اللہ رب العالمین مجھ پر قدرت نہ پا سکے" اللہ رب العزت فرمائیں گے "تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟" وہ کہے "آپ کے خوف کی وجہ سے!" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اس عظیم بادشاہت کی طرف دیکھ، تیرے لئے یہ بھی ہے اور اس سے دس گنا زیادہ ہے" وہ کہے گا "اے اللہ! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کرتے ہیں"

یہ آخری بات فرما کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا "چاشت کے وقت مجھے جو ہنسی آئی تھی وہ اس کی اس بات کی وجہ سے آئی تھی" (۱)

ایک عجیب قوم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ مسکرائے، ہم نے اس مسکراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((عجبت من قوم يقادون في السلاسل إلى الجنة))

"مجھے اس قوم پر تعجب ہوا جسے بیڑیوں میں باندھ کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا" (۲)

رحمٰن کے عرش کا خزانہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ آیۃ الکرسی کی

(۱) مسند أحمد بن حنبل، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند أبي بكر الصديق، رقم: ۱۵

(۲) مسند أحمد بن حنبل، مسند أبي أمامة الباهلي، رقم: ۲۱۱۲۷

Marfat.com

تلاوت فرماتے یا سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کی تلاوت کرتے تو آپ مسکراتے اور یہ ارشاد فرماتے:

((إنهما من كنز الرحمٰن تحت العرش))

''یہ دونوں عرش کے نیچے رحمٰن کا خزانہ ہیں''

اور جب آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرماتے:

﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَأَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْأَوْفٰى﴾(۱)

''اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا (بدلہ لینے کا) حق نہیں پہنچتا، اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی، پھر اس کا بدلہ اسے پورا پورا دیا جائے گا''

تو آپ ﷺ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے اور خضوع کا اظہار فرماتے۔(۲)

''آپ ربُّ العالمین ہو کر مجھ سے مذاق کرتے ہیں!''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے سب سے آخری جنتی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جہنم میں کبھی چلے گا کبھی منہ کے بل گر پڑے گا۔ آگ اسے جلا رہی ہوگی، پھر وہ آگ سے جان چھڑا کر آگے بڑھ جائے گا اور آگ کی طرف متوجہ ہو کر کہے گا ''بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز عطا فرمادی جو اولین وآخرین میں سے کسی کو عطا نہیں کیا''

پھر اس کے سامنے ایک درخت اگ آئے گا، وہ اس درخت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا ''اے اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کردے، میں اس کی چھاؤں میں بیٹھوں اور

(۱) النجم:۳۹۔۴۱

(۲) تفسیر ابن کثیر (۱/۳۴۲)، سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل أول سورة البقرة وآية الكرسي، رقم: ۳۲۴۶

Marfat.com

اس کا پانی پیوں"

اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا سن کر فرمائیں گے "اے ابن آدم! اگر میں تجھے یہ درخت عطا کردوں تو، تو اس سے بڑھ کر کچھ مانگے گا" وہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے گا کہ اس درخت کو حاصل کرنے کے بعد مزید کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا۔ اللہ رب العزت اس کی بے صبری دیکھ کر اسے اس درخت کے قریب ہونے کی اجازت دے دیں گے۔ وہ اس درخت کے سائے سے لطف اندوز ہوگا اور اس کا پانی پئے گا۔

اتنے میں اس درخت سے اچھا درخت اسے نظر آئے گا، پھر وہ کہے گا "اے اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کرسکوں، اور اس کا پانی پی سکوں" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اے ابنِ آدم! کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے مزید کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا؟ اب اگر تجھے میں نے اس درخت کے قریب کردیا تو پھر تو مجھ سے مزید بھی مانگے گا" وہ پھر وعدہ کرے گا کہ اگر تو مجھے اس درخت کے قریب کردے تو میں تجھ سے مزید کسی بات کا سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی بے صبری دیکھتے ہوئے اسے معذور سمجھیں گے اور اسے اس درخت کے قریب کردیں گے۔ اب وہ اس کے سائے سے لطف اندوز ہوگا اور اس کے پاس موجود چشمے سے پانی پئے گا۔

اس دوران جنت کے دروازے کے پاس اسے ایک اور درخت نظر آئے گا جو ان دونوں درختوں سے زیادہ اچھا ہوگا۔ اسے دیکھ کر وہ پھر کہے گا "یا اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کے پانی سے لطف اندوز ہوسکوں" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اے ابنِ آدم! کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے مزید کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا؟ اب اگر تجھے میں نے اس درخت کے قریب کردیا تو پھر تو مجھ سے مزید بھی مانگے گا" وہ پھر وعدہ کرے گا کہ اگر تو مجھے اس درخت کے قریب کردے تو میں تجھ سے مزید کسی بات کا سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی بے صبری دیکھتے ہوئے اسے معذور سمجھیں گے اور اسے اس درخت کے قریب کردیں گے۔ اب وہ اس کے سائے سے لطف اندوز ہوگا اور اس کے پاس موجود چشمے سے سیراب ہوگا۔

Marfat.com

وہ جنت کے قریب موجود درخت کے سائے میں پہنچے گا تو اسے جنت کے اندر سے جنتیوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔ وہ کہے گا ''اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کردے'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کردوں تو کیا تو راضی ہو کر مجھ سے مانگنا بند کردے گا؟'' وہ کہے گا ''اے میرے پروردگار! آپ رب العالمین ہوکر مجھ سے مذاق کرتے ہیں!''

یہ فرما کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس دیئے۔ پھر آپ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا ''کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا ہوں؟'' انہوں نے کہا ''آپ ہی بتادیجئے کہ آپ کس بات پر مسکرائے ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یہ بات فرما کر نبی پاک ﷺ بھی مسکرائے تھے'' اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ''یا رسول اللہ! آپ کیوں مسکرائے ہیں؟'' نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''میں رب العالمین کے مسکرانے کی وجہ سے مسکرایا ہوں، کیونکہ جب اس نے کہا کہ آپ رب العالمین ہوکر مجھ سے مذاق کرتے ہیں تو اللہ رب العزت مسکرائے اور فرمایا:

((إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر))

''میں تجھ سے مذاق نہیں کررہا بلکہ میں جو چاہوں اسے کرنے پر قادر ہوں''(١)

☆☆☆

(١) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب آخر أهل النار خروجا، رقم: ٢٧٤، مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، رقم: ٣٧٠٤

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

غیر مسلموں کی باتوں پر
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹ

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

غیر مسلموں کی باتوں پر
نبی پاک ﷺ کی مسکراہٹ

یہودی عالم کی حضور ﷺ سے ملاقات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عالم حضور اقدس حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا:

''ہم اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور ثریٰ کو ایک انگلی پر اور باقی ساری مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھائے گا اور فرمائے گا ''میں ہی بادشاہ ہوں''

اس بات کی کلامِ مجید سے حیرت انگیز مناسبت کی بنا پر نبی پاک ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر اس یہودی عالم کی تصدیق فرمائی:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾(۱)

''اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ قدر پہچاننے کا حق تھا، حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور سارے کے سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں

(۱) الزمر:٦٧

Marfat.com

گے۔ وہ پاک ہے، اور بہت بالا و برتر اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں'' (۱)

یہودیوں پر اللہ کی لعنت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ رکنِ یمانی کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں آپ نے اپنی نگاہِ مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اور آپ مسکرائے، پھر آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر تین مرتبہ لعنت فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کو حرام فرمایا، انہوں نے کیا حیلہ نکالا کہ چربیوں کو بیچ کر ان کی قیمت کو استعمال کرنے لگے، حالانکہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام فرماتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتے ہیں'' (۲)

حضرت فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، حضرت فضالہ جو کہ اس وقت بڑے سخت دشمنِ اسلام تھے، موقع پا کر قتل کرنے کے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھے، قریب پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا ''فضالہ ہیں؟''

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ!''

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله وما قدروا الله حق قدره، رقم: ٤٤٣٧، صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب، رقم: ٤٩٩٣

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب البیوع، باب فی ثمن الخمر والمیتة، رقم: ٣٠٢٦، صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل، رقم: ٣٢٠١، صحیح مسلم، کتاب المساقلة، باب تحریم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، رقم: ٢٩٦١

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا ''ابھی تمہارا دل تم سے کیا باتیں کر رہا تھا؟''
انہوں نے کہا'' کچھ نہیں اللہ عزوجل کو یاد کر رہا تھا''
یہ مصنوعی جواب سن کر نبی پاک ﷺ ہنس دیئے اور استغفر اللہ کہہ کر ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا، اس سے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کو بڑا سکون قلب محسوس ہوا۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ابھی آپ نے ہاتھ نہ ہٹایا تھا کہ میرا دل آپ کی محبت سے معمور ہو گیا اور تمام مخلوق میں کوئی آپ سے زیادہ محبوب باقی نہ رہا''

اس سعادت کے بعد گھر لوٹے، راستہ میں ایک عورت جس سے یہ باتیں کیا کرتے تھے، ملی اس نے معمول کے مطابق انہیں بلایا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھ گئے:

قالت هلم الى الحديث فقلت لا
يأبى عليك الله والاسلام

''اس نے کہا آؤ بات چیت کریں میں نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام نے تیری مخالفت کی ہے''

لو ما رآيت محمدًا وقبيله
بالفتح يومه تكسر الاصنام

''کاش تو محمد اور ان کے ساتھیوں کو فتح کے دن دیکھتی جب وہ بت توڑ رہے تھے''

لرأيت دين الله اضحى بيننا
والشرك يغشى وجه الاظلام

''تو تجھے نظر آتا کہ خدا کا دین ہمارے درمیان روشن ہو گیا اور شرک کے چہرے کو تاریکی نے چھپا لیا''(۱)

(۱) البداية والنهاية (۴/ ۳۰۸)، سيرة ابن هشام (۲/ ۴۶)

Marfat.com

قیصرِ روم کا سفیر

حضرت سعید بن ابی راشد فرماتے ہیں کہ قیصر نے جو نمائندہ اپنا خط دے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں میرا پڑوسی تھا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا مجھے وہ واقعہ تو سناؤں جب تم قیصر کا خط لے کر حضور اقدس ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اس نے کہا:

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنا نامہ مبارک دے کر قیصر کی طرف بھیجا تھا۔ پھر قیصر نے اس کے جواب میں اپنا خط دے کر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے خط پیش کیا، آپ نے اسے اپنی گود میں رکھا اور مجھ سے فرمایا: ''تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟'' میں نے عرض کیا ''میرا تعلق تنوخ سے ہے'' پھر آپ ﷺ نے مجھے دین اسلام کی دعوت دی۔ لیکن میں نے جواب میں کہا ''میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں، میں جس دین پر ان کے پاس سے آیا تھا اسی دین پر ان کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں'' میری یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ مسکرائے، پھر آپ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا، پھر یہ آیت مبارکہ پڑھی:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾(۱)

''آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت سے سرفراز کرتا ہے''

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''تم اپنی قوم کے سفیر ہو اور ہمارے اوپر تمہارا حق ہے، لیکن تم ایسے وقت میں آئے ہو جب ہمارا توشہ ختم ہو چکا ہے'' اس پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں انہیں ایک صفوری جوڑا پہناؤں گا'' ایک انصاری بولے ''ان کے کھانے پینے اور ضیافت کا انتظام میرے ذمے ہے''(۲)

---

(۱) القصص:۵۶

(۲) مسند أحمد، رقم:۱۶۰۹۷، تفسیر ابن کثیر (۳/۳۹۶)

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کی آخری مسکراہٹ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مرض الوفات میں پیر کے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک نبی پاک ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور اپنی زیارت سے مسلمانوں کو مشرف فرمایا۔ آپ مسلمانوں کو صفوں میں کھڑا دیکھ کر پہلے مسکرائے پھر پورے طرح ہنسے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مصلیٰ سے پیچھے ہٹنے لگے تاکہ حضور ﷺ امامت فرمائیں، ان کا خیال تھا کہ نبی پاک ﷺ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ سب مسلمانوں کے دل آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے پھولے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارے سے حکم فرمایا کہ نماز پوری کریں۔ پھر آپ ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں واپس چلے گئے اور اپنے اور مسلمانوں کے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اور پھر اسی دن آپ ﷺ نے دنیا سے بھی پردہ فرمالیا۔(۱)

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر
ہائے وہ میرِ کارواں نہ رہا

☆☆☆

(۱) صحيح البخاری، کتاب الأذان، باب هل يلتفت لأمر ينزل به أو يری شيئا، رقم: ۷۱۲، صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، رقم: ۶۳۷، صحيح ابن حبان (۵۸۷/۱٤)

Marfat.com

فهرس المراجع

1- القرآن الحكيم تنزيل من الرحمن الرحيم۔

2- صحيح البخارى۔ للامام محمد بن اسمعيل البخارى(م:٢٥٦ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

3- صحيح مسلم ۔للامام أبى الحسين مسلم بن الحجاج النيسابورى (م:٢٦١ الهجرية) ۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

4- سنن أبى داؤد۔ للامام سليمان بن اشعث السجستانى (م:٢٧٥ الهجرية)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

5- جامع الترمذى۔ للامام محمد بن عيسى الترمذى (م:٢٧٩)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

6- سنن النسائى۔للامام الحافظ أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن على ابن بحر النسائى (م:٣٠٣ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

7- سنن ابن ماجه۔ للامام ابى عبد الله محمد بن يزيد الربعى القزوينى(م:٢٧٣)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

8- كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال۔ للامام علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندى البرهان فورى (م: ٩٧٥الهجرية)، بتحقيق بكرى حيانى۔صفوة السقا،طبع من مؤسسة الرسالة،الطبعة الخامسة فى 1981ء، من منشورات: www.raqamiya.org http://

9- المستدرك على الصحيحين فى الحديث۔ للامام أبى عبد الله محمد بن عبد الله بن المعروف بالحاكم (م:٤٠٥ الهجرية) ، دارالكتب العلمية، بيروت.بتحقيق مصطفى عبد القادر عطا،الطبعة الأولى فى1990ء.

10- موطا الامام مالك۔ للامام انس ابن مالك الأصبحى المدنى (م:٨٤ الهجرية)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

11- مسندالامام أحمد ۔لأبى عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانى (م:٢٤١الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software

Marfat.com

(Company

12- سنن الدارمی۔ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی (م: ۲۵۵ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

13- المعجم الكبير، لسليمان بن أحمد بن أيوب أبي القاسم الطبراني، طبع من مكتبة العلوم والحكم الموصل، بتحقيق حمدى بن عبد المجيد السلفي، الطبعة الثانية فى 1983م

14- شعب الايمان، لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي، دار الكتب العلمية، بتحقيق محمد السعيد بسيوني زغلول، الطبعة الأولى فى 1410 الهجرية.

15- مصنف ابن ابى شيبة(المصنف فى الأحاديث والآثار) لأبى بكر عبد الله بن محمد بن أبى شيبة الكوفى، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى فى 1409 الهجرية، بتحقيق كمال يوسف الحوت،

16- جامع الأحاديث، جلال الدين السيوطى، من منشورات المكتبة الشاملة، أنظر (http://www.islamport.com)

17- كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال۔ للامام علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندى البرهان فورى (م: ۹۷۵ الهجرية) بتحقيق محمود عمر الدمياطى۔دار الكتب العلمية۔ بيروت.

18- البداية و النهاية ۔الحافظ عماد الدين ابن كثير الدمشقى (م: ۷۷٤ الهجرية)۔ من منشورات المكتبة الشاملة، أنظر (http://www.islamport.com)

19- الاصابة فى تمييز الصحابة۔ للامام احمد بن على بن حجر العسقلانى (م: ۸۵۲ الهجرية)۔ دار الجيل، بيروت، بتحقيق على محمد البجاوى. الطبعة الأولى فى 1412 الهجرية.

20- الترغيب والترهيب من الحديث الشريف۔ للامام الحافظ عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى، طبعت من دار الكتب العلمية، بيروت، بتحقيق ابراهيم شمس الدين، الطبعة الأولى 1417 الهجرية.

21- الطبقات الكبرى۔ للامام محمد بن سعد بن منيع الزهرى (م: ۲۳۰ الهجرية)۔ دار صادر، بيروت

22- تاريخ الطبرى(تاريخ الأمم والملوك)۔للعلامة ابى جعفرمحمدبن جريربن يزيد الطبرى (م: ۳۱۰ الهجرية)۔دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى فى 1407

23- مجمع الزوائدومنبع الفوائد۔ للامام الحافظ نور الدين على بن أبى بكر الهيثمى

Marfat.com

(م:۸۰۷الهجرية)۔ دارالکتب۔ بیروت

24- المستدرك على الصحيحين فى الحديث۔ للامام أبى عبد الله محمد بن عبد الله بن المعروف بالحاكم (م:٤٠٥ الهجرية) مضابع النصر الحديثية۔ الرياض۔

25- تفسير ابن كثير۔ الحافظ عماد الدين بن كثير الدمشقى (م:٧٧٤الهجرية)، قديمی کتب خانه، کراتشی۔

26- الدر المنثور، لعبد الرحمن بن الكمال جلال الدين السيوطى، دار الفكر، بيروت1993م

27- زاد المعاد، شمس الدين محمد بن أبى بكر ابن القيم الجوزية(م:٧٥١الهجرية)

28- حياة الصحابة رضى الله عنهم۔ للعلامة الداعية محمد يوسف الكاندهلوى (م:١٩٦٥م)۔ كتب خانه فيضى۔ لاهور۔

29- السنن الكبرى، لأبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى، دار الكتب العلمية

30- الشمائل للترمذى، لمحمدبن عيسى الترمذى، مكتبه رحمانيه، لاهور۔

31- سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد، لمحمد بن يوسف الصالحى الشامى، موقع يعسوب۔

32- الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، للعلامة القاضى أبى الفضل عياض، موقع يعسوب۔

33- الأدب المفرد، لمحمد بن اسماعيل البخارى، مكتبة رحمانية، لاهور۔

34- أسد الغابةفى معرفة الصحابة۔ للامام عز الدين ابن الأثير، على بن محمد الجزرى(م:٦٣٠الهجرية)۔طبعة دارالفكر۔ بيروت۔

35- معرفة الصحابه لأبى نعيم الأصبهانى، موقع جامع الأحاديث۔

36- دلائل النبوة، أبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى؛ دار الكتب العلمية

37- مشكل الآثار للطحاوى، مكتبه رحمانية، لاهور۔

38- الأربعون على مذهب المتحققين من الصوفية لأبى نعيم الأصبهانى

39- المعجم الأوسط، لأبى القاسم سليمان بن أحمد الطبرانى، دار الحرمين، القاهرة۔

40- شرح سنن ابن ماجه للسندى، مكتبه رحمانيه، لاهور

41- توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن)، مفتی تقی عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی

42- سیرۃ المصطفیٰ للکاندھلوی، مولانا یوسف کاندھلوی، مکتبۃ الحسن، لاہور

43- دیوان حسان بن ثابت، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

44- سیر الصحابۃ، جماعۃ من العلماء، ادارہ اسلامیات، لاہور

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

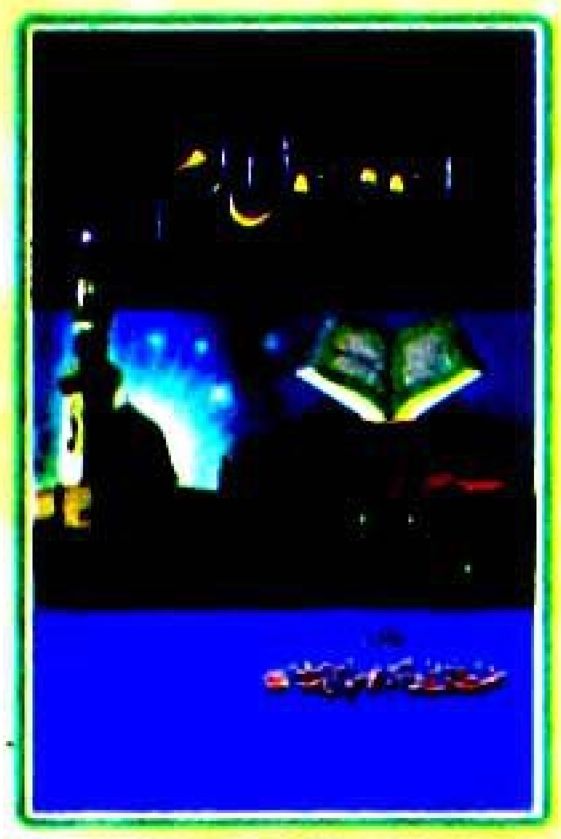

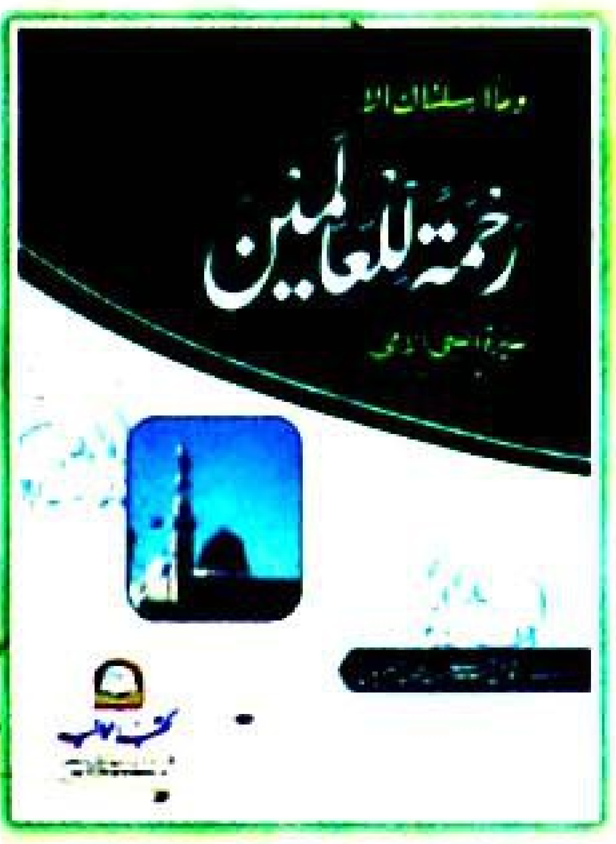

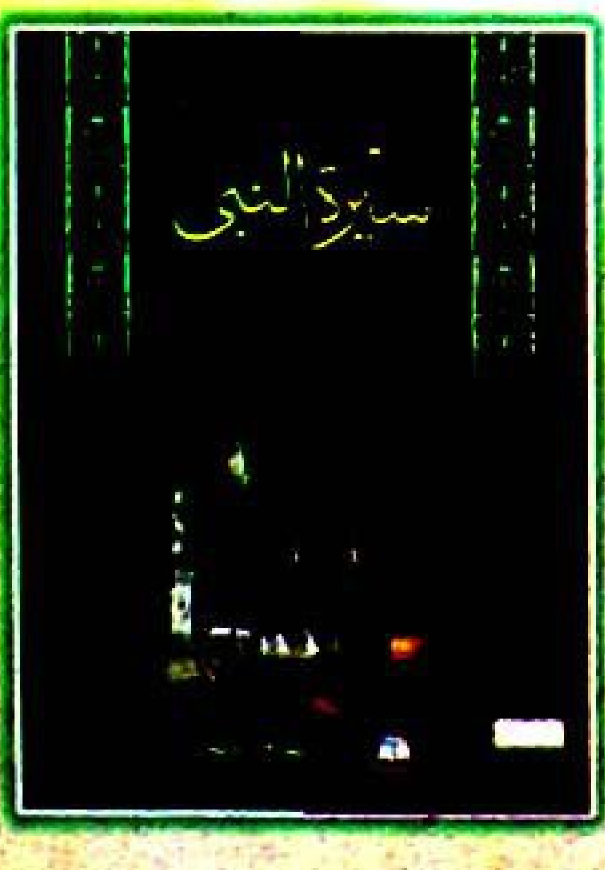

MAKTABA-E-REHMANIA
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com